سہ ماہی مجلّہ

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (القرآن)

کتاب وسنت کا ترجمان علمی دعوتی واصلاحی

المکرم

18

رجب، شعبان، رمضان ۱۴۳۴ھ
جون، جولائی، اگست 2013ء

بیاد
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ
و
مولانا حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

نگران: حافظ اسعد محمود سلفی
مدیر: محمد عظیم حاصل پوری

- نبی علیہ السلام کا قرب پانے والے خوش نصیب لوگ
- شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ
- مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوؤں کی روشنی میں
- حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں
- شب برات کا جشن اور اس کا حکم
- روزہ رکھنے کے فوائد

ناشر

شعبۂ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (القرآن)

سہ ماہی مجلّہ
کتاب وسنّت کا ترجمان علمی دعوتی واصلاحی

المکرم

18

رجب، شعبان، رمضان ۱۴۳۴ھ
جون، جولائی، اگست 2013ء

بیاد
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ
و
مولانا حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

مدیر
محمد عظیم حاصلپوری

معاون
مجیب الرحمٰن سیاف

سرپرست
چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ
مہتمم جامعہ ھذا

نگران اعلیٰ
حافظ اسعد محمود سلفی

مجلس ادارت
الشیخ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ
پروفیسر حافظ ارشد حفظہ اللہ
حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ
غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ
الشیخ عبدالوحید ساجد حفظہ اللہ
ضیاء اللہ کھوکھر حفظہ اللہ
اساتذہ جامعہ ھذا
طلبا جامعہ ھذا
انتظامیہ جامعہ ھذا

فہرس

درس قرآن	الشیخ عبدالوحید ساجد	۲
درس حدیث	الشیخ محمد مالک بھنڈر	۳
قرأت عشرہ اور ان کے راویان کے حالات زندگی	عنایت اللہ ربانی کاشمیری	۵
شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ	حافظ صہیب عاصم	۱۰
مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعووں کی روشنی میں	مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ	۱۳
شب برات کا جشن اور اس کا حکم	الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ	۲۲
محدثین کی اسانید	محمد رفیق طاہر	۳۱
کامیاب تاجر کے لیے چند نصیحتیں	محمد عظیم حاصل پوری	۳۸
حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں	محمد یحییٰ طاہر	۴۵
حاجی عبدالرحمٰن بھنڈر رحمہ اللہ	ماسٹر محمد عالم بھنڈر	۴۸
حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ کی اولین...	حکیم مدثر محمد خان	۵۱
نزی کا مطلب کیا ہے؟	محمد ارسلان	۵۴
شیخ الحدیث مولانا عبدالستار حلیف رحمہ اللہ	حکیم مدثر محمد خاں	۵۸
روزہ رکھنے کے فوائد	رحمت اللہ شاکر	۶۴
نبی علیہ السلام کا قرب پانے والے.....	مجیب الرحمٰن سیاف	۷۱
جوتا پہننے اور اتارنے کے آداب	حافظ عثمان فارتی	۷۷

مجلّہ المکرّم کو انٹرنیٹ پر آن لائن پڑھنے کے لیے
www.almukarram.webs.com
Email: mukarram.grw@gmail.com

خط وکتابت
جامعہ اسلامیہ سلفیہ
(مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن توحید انوالہ
0301-6131916/055-3846592
Hasalpuri@gmail.com

زرتعاون ——— 20 روپے

سرکولیشن منیجر
حافظ عبدالقدیر
0308-6522441

www.Asslafia.com

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن

اصلاح کیسے ممکن ہے.....؟

الشیخ عبدالوحید ساجد

﴿الَّذِيْنَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾الحج(٤١)

''وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکواۃ دیں گے اور اچھے کام کا حکم دیں گے اور برے کام سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خوبی بیان فرمائی ہے کہ جب ان کے ہاتھوں میں حکومت آجاتی ہے تو نماز قائم کرتے ہیں زکواۃ دیتے ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔اس آیت مبارکہ میں اسلامی حکومت کے بنیادی اغراض اور اہداف نیز مسلمان حکمران کے اہم ترین فرائض بیان کیے گئے ہیں جنہیں بروئے کار لا کر رفاہیت وخوشحالی کی منازل طے اور امن وسکون کی زندگی بسر کی جاسکتی ہے۔یقیناً یہی وہ سنہرے اصول تھے جنہیں خلافت راشدہ اور قرن اول کی دیگر اسلامی حکومتوں نے اپنی ترجیحات میں سرفہرست رکھا،جن کی وجہ سے مسلمان سربلند اور سرفراز رہے۔نماز قائم کرنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے جس سے اس کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔اور امور مملکت میں صحیح رہنمائی ملتی ہے۔زکواۃ کے نظام سے فقر وفاقہ ،ٹیکس چوری اور معیشت سے متعلقہ دیگر معاملات سنورتے ہیں۔امر بالمعروف سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مملکت اسلامیہ کی اجتماعی زندگی خیر وبرکت سے معمور ہوجاتی ہے۔اور نہی عن المنکر سے جرائم کی بیخ کنی ہوجاتی ہے۔سلطنت امن وسکون کا گہوارا بن جاتی ہے۔پھر لوگ ایسے حکمران کی اطاعت وفرماں برداری کے پابند ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾النساء(٥٩)

''اے ایمان والو!اللہ کا حکم مانو اور رسول (ﷺ) کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں۔''

اس سے امت متحد ہوگی وحدت ملی کا اظہار ہوگا جس سے اسلام اور مسلمان غالب ہوں گے۔ان شاءاللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فرمانِ نبوی ﷺ
مرض الموت میں بھی امر بالمعروف والنھی عن المنکر کا اہتمام
محمد مالک بھنڈر (مدرس جامعہ ھذا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل ودماغ میں امر بالمعروف اورنھی عن المنکر کا فرض ادا کرنے کا ولولہ اس قدر شدت سے رچ بس گیا تھا کہ وہ موت کی سختیوں کا مقابلہ کررہے تھے مگر اس حالت میں بھی دعوت وتبلیغ کے فرض سے غافل نہیں تھے۔ایک نوجوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عیادت کے لیے حاضر ہوا اس نے عرض کیا اے امیر المومنین ! آپ کو مبارک ہو آپ رسول اللہ ﷺ کے قریبی ساتھی رہے، پہلے پہل اسلام لانے والوں میں آپ کا شمار ہوا، پھر ایک وقت آیا کہ آپ خلیفۃ المسلمین بنے ،عدل وانصاف میں نام پیدا کیا اوراب آپ کی زندگی کا اختتام شہادت پر ہورہا ہے۔یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((وَدِدْتُّ اَنَّ ذَالِكَ كِفَافٌ لَاعَلَيَّ وَلَالِي))

''میری تمنا تو یہ ہے کہ میں اللہ کے دربار میں برابر سرابر ہی بری ہوجاؤں نہ مجھے اس میں سے کچھ ملے اور نہ مجھ پر کوئی چیز بوجھ بنے۔''

جب نوجوان واپس جانے کے لیے اٹھا تو اس کا ازار زمین کو چھورہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فورا فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ پھر فرمایا:

((ابْنَ اَخِي !اِرْفَعْ ثَوْبَكَ فَاِنَّهُ اَنْقىٰ لِثَوْبِكَ وَاَتْقىٰ لِرَبِّكَ))

''اے بھتیجے!اپنا تہہ بند اونچا کرلو ایسا کرنے میں تمہارے تہہ بند کی طہارت اوردل کا تقویٰ مضمر ہے۔'' صحیح بخاری(۳۷۰۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ موت کی ہچکیوں میں بھی امر بالمعروف اورنھی المنکر کے فریضے سے غافل نہ رہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں عمر بن شبہ نقل فرماتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ

عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! موت کی کشمکش میں بھی وہ حق بات کے اظہار سے نہیں رکے۔

(فتح الباری (۹٦٥/۷)وسیر الشھداء ص/٤٢)

اور یہی قرآن مجید کا منشور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾ (الحج ٤١)

''وہ لوگ کہ ہم اگر انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، نظام زکاۃ قائم کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔''

مسلمان کے منشور میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ وہ حکومت میں سب سے پہلے نماز قائم کرائے گا یہ اسلام کا سب سے پہلا معیار ہے۔نماز کے اوقات میں تمام کاروباری و دنیاوی امور بند کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔اسلام کا دوسرا معیار یہ ہے کہ حکمران زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے۔یعنی مال دار لوگوں سے مال زکاۃ وصول کر کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔اسلامی حکومت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ نیکی کے کاموں کی اشاعت کرے گی اور برائیوں ومنکرات سے روکے گی۔سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہے پھر دوسروں سے اللہ کا حکم منوانا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اندر اظہار حق کا بہت جذبہ تھا یہی وجہ ہے کہ آپ مرض الموت میں تبلیغ کرتے رہے۔نیکی کا حکم دیتے رہے اور برائی سے منع کرتے رہے اللہ تعالیٰ سے دعا کے کہ وہ ہمیں ہر حال میں امر بالمعروف والنھی عن المنکر کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

میرے پسندیدہ اشعار

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

(شاہ زیب، کلاس قاری شہزاد صاحب)

قسط نمبرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

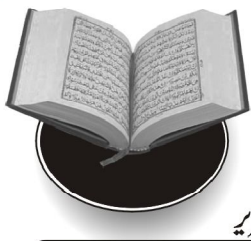

قرأت عشرہ اوران کے راویان کے حالات زندگی

تحریر
قاری المقری عنایت اللہ ربانی کاشمیری
(مدرس جامعہ ھذا)

محترم قارئین کرام! مجلّہ المکرّم میں آپ نے پہلے تجوید وقرأت کی اہمیت وفضیلت پڑھی پھر مختلف علوم پر قرأت قرآنیہ کے اثرات کے ساتھ ہی مختلف علوم وفنون میں ماہر علما شیوخ، مشائخ میں قراءات کے ماہرین بڑے بڑے قراء کرام کا شاندار تذکرہ پڑھا ایڈیٹر مجلّہ المکرّم مولانا محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ کا مشورہ تھا کہ ائمہ قراء عشرہ کے حالات وواقعات قلمبند کرنے چاہئیں تاکہ بالترتیب شائع ہوں اور قراء، طلبا، علماء اور عوام الناس اس سے واقفیت حاصل کریں اور اپنی عملی زندگی میں لائیں ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا میں قرآن اور قراءات کا ایک ادنیٰ سا طالب علم تھوڑی سی کوشش کروں گا کہ ہر قسط میں ائمہ قرّائے عشرہ میں سے ایک قاری اور ان کے راویوں کے بارے میں مختصر لکھوں۔ اللہ ہمیں قرآن کے ان سچے خدمت گاروں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۔ امام نافع بن ابونعیم مدنی رحمہ اللہ

علم قرأت کی تدوین وترقی میں جس شخصیت نے سب سے نمایاں اور اہم کردار ادا کیا وہ امام نافع تھے وہ علم قرأت کے امام اور قاری مدینہ کے لقب سے سرفراز ہوئے ان کے مرتبہ کا اندازہ آپ یہاں سے لگا سکتے ہیں کہ ابن مجاہد نے قرائے سبعہ میں سب سے پہلے ان کا ذکر کیا۔

نام ونسب

ابورویم کنیت، امام دارالہجرۃ لقب، نام نافع بن عبدالرحمٰن بن ابونعیم مدنی۔

[علامہ ابن قتیبہ المعارف ۵۲۸ علامہ ابن الجوزی غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۲/۳۳۰]

پیدائش اور وطن

امام نافع مدنی کی پیدائش صحیح روایت کے مطابق ۷۰ ہجری بمطابق ۶۸۹ء میں ہوئی۔

[سوانح قراء کرام ص ۳]

اصمعی نے کہا کہ امام صاحب نے خود بتایا کہ میری اصل اصفہان کی ہے۔ امام صاحب کا قیام مستقل مدینہ منورہ میں رہا اس لیے وہ اسی شہر حبیب کی نسبت سے معروف بھی ہوئے۔

حلیہ اور اخلاق

خیرالدین زرکلی لکھتے ہیں: وکان اسود شدید السواد ''امام نافع نہایت سیاہ فام تھے۔

[الأعلام ۸۔۵]

علامہ ذہبی نے روشن چہرہ لکھا ہے ایک مرتبہ اسحاق المسیبی نے کہا آپ کے اعضا کی بناوٹ وساخت کس قدر حسین اور خوبصورت ہے آپ کا اخلاق کتنا عمدہ ہے تو امام نافع رحمہ اللہ نے فرمایا: آخر ایسا کیوں نہ ہو آخر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ہاتھ سے مصافحہ فرمایا ہے۔ [غایۃ النہائیہ]

شاگرد امام قالون پاکیزہ اخلاق اور علامہ ذہبی نے خلیق لکھا ہے۔ [معرفۃ القراء ۱/۱۱۰]

اساتذہ وشیوخ

امام نافع مدنی شہرۃ الشیوخ ہیں انھوں نے اہل مدینہ کی ایک سرکردہ جماعت جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم جیسے اجلہ صحابہ کے نامور تلامذہ تھے ان سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ ابوقرہ موسیٰ بن طارق کا بیان ہے کہ میرے پاس تواتر سے یہ بات پہنچی ہے کہ امام صاحب نے شروع کے پانچ تابعین سے علم قرأت کی تحصیل وتکمیل کی۔ خود امام صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ۷۰ تابعین کبار قراء سے قراءات کی تعلیم حاصل کی۔

[غایۃ النہایہ ۲/۳۳۰]

چند نامور تابعین شیوخ

ابوبکر محمد بن عبداللہ بن شہاب الزہری، عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، محمد بن عیسیٰ بن

حبان، ابوروح یزید بن رومان اسدی، ابوعبداللہ مسلم بن جندب ہذلی، الاصبغ بن عبدالعزیز نحوی۔

سلسلہ قراءات

امام نافع مدنی نے ابوجعفر یزید بن القعقاع مدنی، عبدالرحمٰن بن ہرمز الأعرج، شیبہ بن، مسلم بن جندب ہذلی اور یزید بن رومان اسدی سے قرأت کی روایت وتحصیل کی اوران حضرات نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے، ان حضرات نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زبان سے سیکھا۔[علامہ ابوعمرو الدانی التیسیر ص ۷]

تدریس افادہ عام اور طلبہ کا ازدہام

امام صاحب تدریس قرآن کو اس قدر اولین درجہ دیتے تھے کہ ۷۰ سال تک مسلسل اس مقدس کام کے ساتھ وابستہ رہے، الأعشی کا بیان ہے کہ پڑھنے والوں کے لیے قرآن کو آسان بنادیتے تھے۔ کرنل بسم اللہ بیگ تذکرہ قاریان ہند میں لکھتے ہیں کہ رش اور طلباء کے ہجوم کی وجہ سے ۳۰ سے زائد آیات پڑھانے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ ۳۰ آیات سے زیادہ نہ پڑھانا یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ احتیاط وتحقیق سے تعلیم دی جاتی تھی۔[۱۔۳۵۔۳۶]

شاگرد امام ورش کو بھی جب بڑی کوشش وسفارش کے بعد حلقہ میں پڑھنے کی اجازت ملی تو ان کو بھی ۳۰ آیات پر روک دیا پھر دنیا والوں نے دیکھا کہ حلقہ سے دو ساتھی اٹھے انھوں نے اپنے اپنے حصہ سے ۱۰۔۱۰ آیات کا پڑھنا آپ کو ہبہ کر دیا امام ورش نے ۵۰ آیات پڑھیں۔

مرزا بسم اللہ رقم طراز ہیں آپ نے ملاحظہ کیا کہ طالب علموں میں بھی کتنا ایثار کا مادہ تھا کہ بغیر کہے اپنے وقت میں کچھ وقت دینے پر آمادہ ہوگئے یہ نہیں سوچا غیر ملکی آفاقی آیا ہے ہمارے مقابلے میں کہاں ہے کیا پڑھے گا؟ کیا سیکھے گا؟ غیر عرب ہے کیا جانتا ہے؟ یہ ہے وہ علمی فضا اور ماحول کا وہ عجیب نظارہ جو بارہ سو سال پہلے ایک درسگاہ میں نظر آتا تھا۔

تلامذہ

کثیر التعداد میں سے صرف چند ایک کا ذکر کروں گا۔ امام مالک بن انس، اسماعیل بن جعفر انصاری،

عیسیٰ بن وردان، سلیمان بن مسلم بن حجاز، اسحاق بن محمد اسحاق، محمد بن عمر الواقدی، زبیر بن عامہ۔

فضل وکمال

امام صاحب جامع کمالات وصفات علم قراءات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے حدیث میں بھی اونچا مقام رکھتے تھے۔ زہد وورع، عبادات وریاضت میں بھی بے مثل تھے۔ ائمہ جرح وتعدیل نے بھی ان کی ثقاہت وعدالت پر اتفاق کیا ہے جلیل القدر تابعی ہیں۔ امام نافع رحمہ اللہ مدینہ منورہ میں علم قرأت اور علم رسم الخط دونوں کے امام تھے۔ سعید بن منصور کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اہل مدینہ کی قرأت سنت ہے نافع کی قرأت کے بارے پوچھا تو فرمایا کہ نافع کی قرأت مسنون ہے۔ [معرفۃ القراء ۱/ ۱۰۸]

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کونسی قرأت آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے تو انہوں نے فرمایا اہل مدینہ کی قرأت پھر دریافت کیا گیا اگر یہ نہ ہو تو پھر انھوں نے فرمایا امام عاصم کوفی کی قرأت۔ [معرفۃ القراء ۱/ ۱۰۸]

مشہور ادیب وشاعر اور ماہر علم تجوید وقرأت علی قیروانی نے امام نافع مدنی کی قرأت پر ایک طویل قصیدہ لکھا تھا جو ۲ ہزار اشعار پر مشتمل تھا۔ [علم وکمال ۱۸۳، دہلی]

دیگر خوبیاں

۱۔ علم قرأت میں حد درجہ مرتبہ تھا۔

۲۔ فن حدیث میں بھی عبدالرحمٰن بن ہرمز الأعرج کے مطابق آپ کے پاس ۱۰۰ حدیثوں کا نسخہ تھا اور متفرقات میں بھی آپ کے پاس ۵۰ حدیثیں تھیں اور ان میں ان کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی اور میرے خیال میں ان میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ [تہذیب التہذیب ۱۰/ ۴۰۷]

۳۔ زہد وتقویٰ کے پہاڑ تھے، عابد وزاہد، متقی وپرہیز گار تھے۔

زیارت صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ، ابن ابی انیس کی زیارت بھی کی۔

منہ سے خوشبو

امام نافع کو ایک عجب قسم کی کرامت قدرت کی طرف سے ودیعت کی گئی تھی جب بھی قرآن کی تلاوت کرتے یا قرآن کا درس دیتے تو منہ سے خوشبو آتی کسی نے پوچھا آپ خوشبو استعمال کرتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ ایک رات آپ ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ملا کر تلاوت فرما رہے تھے اس وقت سے آج تک میرے منہ سے خوشبو آ رہی ہے۔ آخری وقت میں بیٹوں کو اتقوا الله کی وصیت فرمائی۔ غایۃ النہایہ (۳۳۲/۲)

وفات: امام نافع ۱۶۹ھ بمطابق ۷۸۵ء میں مدینہ میں وفات پائی، امام مالک کے پہلو اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ تہذیب التہذیب (۴۰۸/۱۰)

مت سہل ہمیں جانو پھرتا فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

تجوید کا حکم

وَ الْأَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ آثِمٌ

''علم تجوید کا حاصل کرنا ضروری اور لازمی ہے جو شخص قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ نہیں پڑھتا گناہگار ہے۔''

لِأَنَّهُ بِهِ اللّٰهُ اَنْزَلَا وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

''اس لیے کہ (اس قرآن کو) اللہ تعالیٰ نے اس (تجوید) کے ساتھ نازل کیا ہے اور اسی طرح (تجوید کے ساتھ) اس (اللہ تعالیٰ) سے ہم تک پہنچا ہے۔''

عمر بھر کی ریاضت کا لہو لگتا ہے
اتنا آسان نہیں ہے قاری قرآن ہونا

منجانب: قاری ارسلان شریف شعبہ تجوید سال دوم (کلاس شیخ ربانی صاحب) متعلم جامعہ ہذا

شیخ الحدیث مولانا
بوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ

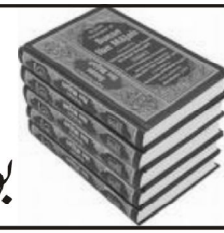

تحریر: حافظ صہیب عاصم بن عبدالسمیع عاصم گوجرانوالہ

دنیا میں لاتعداد انسان پیدا ہوئے اور چلے گئے مگر کتنے آدمی ہیں جنھیں دنیا نے یاد رکھا تاریخ کی ورق گردانی سے چند اشخاص کے نام ملتے ہیں یہ وہ اشخاص ہیں جو اپنی حیات مستعار میں دوسروں سے ممتاز رہے اور ایسی کارہائے گراں قدر کر گزرے جنھیں دنیا نہ بھلا سکی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالبرکات احمد رحمہ اللہ بھی ایسی ہی اعلیٰ بخت شخصیت تھے۔ آپ مدراس (بھارت) کے معروف قصبہ چمناڈ میں ۱۹۲۶ء کو ایک معروف علمی اور مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے اور عمر عزیز کی تقریباً بیس بہاریں وہاں ہی گزاریں، درمیانہ قد، سرخ وسفید چہرہ، پرسکون اور متوازن چال، میانہ روی کی خصوصی مثال، اللہ کی سیدھی راہ کے خاموش طبع مسافر، ایک درویش صفت تابندہ گوہر، ایک عالم بے بدل آپ کا نسب یہ ہے، ابوالبرکات احمد بن اسماعیل بن محمد مدراسی۔

حضرت کے والد گرامی کا ذریعہ معاش زراعت تھا ان کے دادا مولانا محمد اپنے وقت کے عالم باعمل تھے اور دو تایا جان مولانا عبداللہ اور مولانا عبدالرحمٰن بلند پایہ خطیب تھے۔ حضرت الشیخ نے ہوش سنبھالتے ہی اپنی والدہ ماجدہ سے صحیح اور درست تلفظ کے ساتھ قرآن مجید پڑھا اور کئی سورتیں حفظ کیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضرت کی والدہ کچھ حصہ قرآن کی حافظہ اور قاریہ بھی تھیں۔ اور ظاہر ہے استاد کے اثرات شاگردوں میں بھی نظر آتے ہیں پھر مقامی سکول سے قومی زبان سیکھی اور کچھ انگریزی کی تعلیم بھی حاصل کی پھر اس کے قرب وجوار کے قصبات میں واقع عربی مدارس میں علوم دینیہ اور فقہ شافعی کی تعلیم حاصل کی کیونکہ وہاں شوافع کی کثرت تھی پھر اپنے تایا جان مولانا عبداللہ سے بھی ابتدائی کتب کا درس لیا وہ جس مسجد میں خطیب تھے ان کی وفات کے بعد وہاں ایک بہت بڑے خطیب تشریف لائے پھر آپ نے ان سے بھی استفادہ کیا پھر آپ مولانا محمد عباس کے پاس کانکا وَ چلے گئے اور ان کے سامنے

زانوائے تلمذ طے کئے۔ وہاں آپ دوسال تک علوم دینیہ پڑھتے رہے، اس سے عربی عبارت پڑھنے اور بولنے کا ملکہ پیدا ہوگیا اس کے بعد دوبارہ آپ کانکاؤ کی درسگاہ میں چلے گئے اور تعلیم عربی کی تکمیل کی وہاں شافعی اصول فقہ، اصول حدیث، منطق کی کتابیں پڑھیں اور مولانا ابوبکر سے صحیح مسلم پڑھی۔

اس کے بعد آپ نے مدرسہ عالیہ عربیک کالج (یہ شافع مکتب فکر کی عظیم درسگاہ تھی) میں داخلہ لیا وہاں عربی نصاب کی تکمیل کی۔ انگریزی اور اردو زبانوں میں عبور حاصل کیا اور پھر مدرسہ عالیہ کے شیخ الحدیث ابوالصلاح محمد سے صحیح بخاری اور اس سے ملحق کتب پڑھیں اور سند فراغت حاصل کی۔ جناب الشیخ نے جن مدارس سے کسب فیض کیا تھا ان میں شافعیت کا غلبہ تھا اور آپ کے تمام اساتذہ اسی فکر وذہن کے مالک تھے۔ اس کے بعد آپ تدریسی ذمہ داریاں چھوڑ کر مصر کی عظیم درس گاہ جامعہ الازہر میں حصول علم کی غرض سے اپنے گھر کو خیر باد کہہ کر دہلی پہنچے قیام دہلی کے دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالستار امیر جماعت غرباء اہلحدیث سے کتب احادیث کی سماعت کا موقع میسر آیا اور باہر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ الشیخ ابوالبرکات احمد کے اساتذہ یہ ہیں:

۱۔ علامہ محمد ابوالصلاح مدراس رحمہ اللہ

۲۔ علامہ محمد کانن کاوی رحمہ اللہ

۳۔ علامہ مہر محمد رحمہ اللہ

۴۔ علامہ محمد عباس رحمہ اللہ

۵۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالستار رحمہ اللہ

۶۔ مولانا ابوبکر رحمہ اللہ

۷۔ صوفی عبداللہ رحمہ اللہ

۸۔ شیخ الکل فی الکل حضرت العلام حافظ محمد اعظم محدث گوندلوی رحمہ اللہ

آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے جو مختلف تعلیمی اداروں میں دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ حضرت الشیخ کا اپنا بیان ہے کہ ۱۹۴۶ء کی بات ہے کہ دنیا کی معروف درسگاہ جامعہ الازہر مصر

جانے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ وطن چھوڑ کر بمبئی پہنچا تو پتہ چلا کہ جامع الازہر میں ہنگاموں کی وجہ سے بیرونی طلباء کا داخلہ ممنوع ہے میرے پاس رقم وافر تھی اس لیے میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ ہندوستان کو ہی چلا جاؤں چنانچہ ہندوستان کے چند خاص خاص شہروں کی سیاحت کے بعد بالآخر دہلی میں دارالکتاب والسنہ میں قیام اختیار کیا اور ان ایام میں وہاں شیخ الحدیث عبدالستار سے کتب احادیث کا سماع کیا پھر آپ پاکستان تشریف لائے اور یہاں آ کر اوڈانوالہ میں صوفی عبداللہ سے کچھ دیر پڑھا پھر صوفی صاحب نے کہا اگر آپ کو پڑھنے کا شوق ہے تو گوجرانوالہ میں حافظ محمد اعظم گوندلوی صاحب کے پاس چلے جاؤ تو اس پر آپ گوجرانوالہ تشریف لائے ان دنوں مولانا گوندلوی صاحب ٹاہلی والی مسجد میں کتب احادیث کا درس دیا کرتے تھے۔ ۱۹۴۹ء کا آغاز ہو گیا واپس مدراس جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اور حضرت الشیخ نے تعلیمی سلسلہ یہیں شروع کر دیا اس دوران گھر سے پیسے بھی آ گئے لیکن قدرت کو واپس جانا منظور نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت الشیخ نے رمضان کی تعطیلات کو غنیمت جانتے ہوئے لاہور جا کر ٹوپیوں کی تجارت شروع کر دی حضرت فرماتے ہیں ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ خیال آیا کہ کاروباری زندگی میں مصروف ہو کر سلسلہ تعلیم جاری رکھنا بہت مشکل ہے چنانچہ میں نے صوفی عبداللہ کو خط لکھا کہ اب میں فارغ ہوں مجھے کیا کرنا چاہیے جونہی میرا خط صوفی صاحب کو ملا تو انھوں نے جواباً تحریر فرمایا کہ فوراً میرے پاس اوڈانوالہ پہنچ جاؤ میں الوداعی طور پر اجازت لینے اور ملنے کے لیے جناب حافظ محمد محدث گوندلوی کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے تھوڑے سے حکماً انداز میں اور بڑے پیار سے فرمایا کہ آپ میرے پاس ہی تدریس کا کام کریں اور ادھر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیں۔ میں نے کہا کہ صوفی صاحب کا خط بھی میرے پاس آ چکا ہے۔ تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ میں صوفی صاحب سے خود کہہ دوں گا کہ کسی اور استاد کا بندوبست کریں ان کی ہمیں ضرورت ہے پھر آپ نے اسی جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں چالیس سال پڑھایا۔ حضرت الشیخ کی وفات ۲۹ جولائی ۱۹۹۱ء کو ہوئی اور نماز جنازہ صغیر پارک میں مولانا یحییٰ میر محمدی رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ اے اللہ ان پر کروڑ ہا رحمتیں برسا۔ آمین

مرزا غلام احمد قادیانی
اپنے دعوؤں کی روشنی میں

(یہ مضمون مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے مجلّہ الاعتصام میں تحریر کیا تھا جسے اب حافظ شاہد محمود حفظہ اللہ کی معاونت سے دوبارہ مجلّہ المکرّم کی زینت بنایا جارہا ہے۔ادارہ)

مرزا غلام احمد قریباً ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے، ان کے والد مرزا حکیم غلام مرتضیٰ معمولی قسم کے طبیب تھے، اپنے حالات کی وجہ سے نہ تو وہ مرزا صاحب کو دینی تعلیم کسی اچھی درس گاہ میں دلوا سکے، نہ دنیوی تعلیم کے لیے کسی سکول یا کالج کا رضنع کر سکے، مختصر سا مطب اور ایک معمولی طبیب اُس وقت کی تعلیم کے مصارف کہاں برداشت کر سکتا تھا۔

ابتداء سادہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد ادھوری سی طب پڑھائی، اس کے بعد اپنے خاندان میں اپنے حقیقی ماموں کی بیٹی مسماۃ حرمت بی بی سے شادی ہوگئی اور اٹھارہ انیس سال کی عمر میں ایک شیعی المذہب معلم محمد گل علی سے منطق وغیرہ کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔مرزا صاحب کا بڑا لڑکا سلطان احمد اسی حرمت بی بی کے بطن سے تھا۔اس کے بعد مرزا غلام احمد صاحب تلاشِ معاش کے سلسلے میں لاہور، امرتسر، سیالکوٹ وغیرہ کی طرف نکل گئے، سیالکوٹ میں مرزا صاحب کے ایک ہندو دوست لالہ بھیم سین تھے۔ان کی وساطت سے سیالکوٹ کچہری میں عرضی نویسی کرنے لگے اور لالہ بھیم سین سے مل کر مختار کا امتحان دیا۔لالہ بھیم سین کامیاب ہوگئے اور مرزا صاحب فیل ہوئے۔اسی افسوس میں عرائض نویسی بھی چھوڑ دی اور واپس قادیان چلے گئے، ان دنوں لاہور، امرتسر میں آریہ سماج کا بڑا زور تھا۔ پنڈت دیانند لیکھ..... وغیرہ سماجی مبلغین نے کہرام مچا رکھا تھا۔مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اور دوسرے علماء اسلام، سماجی پرچاریوں سے تحریری مناظرات اور تقریری گفتگوئیں کرتے رہتے تھے۔

مرزا صاحب دراصل کوئی آسان کام کرنا چاہتے تھے، جس سے آمدنی زیادہ ہو اور مغل نوابوں کے انداز سے زندگی بسر کرسکیں، اس لیے ان کی نگاہ میں پیری مریدی بہتر پیشہ تھا۔

میں ایک دفعہ ہوشیار پور گئے اور چلاکشی کی، لیکن اس میں بھی اس فن کے ماہرین کے سوا کامیابی مشکل ہوتی ہے، اسے ادھورا چھوڑ کر مذہبی چیر پھاڑ کی طرف توجہ کی۔ دعویٰ تجدید اور الہامات پر قسمت آزمائی شروع کی۔ علوم دین، منطق، فلسفۂ طب، تصوف سب اُدھورے تھے۔ اس کم علمی اور ادھورا پن کا اثر مرزا صاحب کی پوری زندگی میں نمایاں رہا۔ مرزا صاحب نے ذاتی مطالعہ سے کچھ عربی، کچھ فارسی اور دینیات کی بعض کتابوں پر عبور حاصل کرلیا تھا، مگر نہ تربیت صحیح تھی، نہ فارسی اچھی لکھ سکتے تھے، بلکہ ان زبانوں میں ان کے مرید مولوی عبدالکریم اعرج، مولوی محمد حسین امروہی، مولوی غلام رسول راجیکی اور حکیم نوردین وغیرہ ان سے بہتر لکھ سکتے تھے۔ مرزا صاحب کے اکثر مضامین ان کی لفظی اور معنوی نظر ثانی کے بعد پریس میں جاتے تھے۔ اس کے باوجود کبھی نظر ثانی رہ جاتی اور الہام کی ساخت چونکہ مرزا غلام احمد کی ہوتی، اس لیے الہامات غلط نکلتے۔ ان کی مرمت اور تاویل کے لیے قادیانی عوام اور علماء کو بڑی دقت ہوتی۔ جس کا اثر خود مقامِ نبوت پر بھی پڑتا۔ مرزا صاحب کے عقیدت مند نبوت کے مجموعہ کو شکوک وتاویلات سمجھتے اور مرزا صاحب کی آبرو کو قائم رکھنے کے لیے کمزور اور پھسپھسی تاویلات کرتے۔ عیسائیوں سماجیوں کی مجالس میں تمام انبیاء کا مذاق اڑایا جاتا۔

ہمارے ہاں گوجرانوالہ میں ایک میاں نصیرالدین بڑے پختہ قادیانی تھے، اور مرزا صاحب کے بڑے عقیدت مند تھے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کا پہلے انبیاء حق سے مقابلہ درست نہیں، مرزا صاحب تھرڈ کلاس نبی تھے۔ کوئی پیش گوئی سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ کوئی غلط نکلی، کوئی درست ہوگئی، اس لیے مرزا صاحب کی ہر پیش گوئی کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا بے فائدہ ہے۔ اور نبیوں کی یہ کلاس پرانی ہے، اب بظاہر مرزا صاحب سے شروع ہورہی ہے، اس لیے پہلے انبیاء سے مقابلہ کرکے پہلے صادق انبیاء کو نیچے لانا یا مرزا صاحب کو اوپر لے جانے کی کوشش کرنا بالکل بے معنی اور وقت کو ضائع کرنا ہے، سابقہ انبیاء کا مقام اور ہے اور مرزا صاحب اور ان کی کلاس کا مقام اور۔ وہ اسی تقسیم سے بڑی جلدی پیچھا چھڑا لیتے تھے۔

ہم تو انبیاء علیہم السلام کو کلی طور پر سچا سمجھتے ہیں، ہمیں یقین ہے کہ سچے نبی کی پیش گوئی کبھی غلط نہیں ہوسکتی، ورنہ قرآن عزیز کے ارشاد: ﴿ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ﴾ کا کچھ مطلب نہیں رہے گا، مگر قادیانی حضرات میاں نصیرالدین صاحب کی تشریح کو اگر قبول کرلیں تو کم از کم انھیں توہین انبیاء کا مرتکب نہیں ہونا پڑے گا۔

چند مثالیں:

۱۔ معلوم ہے مرزا صاحب کی پہلی شادی مسمات حرمت بی بی سے قریباً ۱۸۵۴ء میں ہوئی اور پھر ۱۸۵۶ء میں خان بہادر مرزا سلطان احمد ان کے بطن سے پیدا ہوئے، پھر اس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور بیچاری معلقہ رہی، ایک پیغمبر کے لیے اس قسم کی بے انصافی کس قدر معیوب ہے، جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے آیا ہو وہ خود انسانی حقوق کی اضاعت کا مجرم ہو، پھر سگے ماموں کی لڑکی، صلہ رحمی کے لحاظ سے بھی کبیرہ گناہ ہے۔

اب ہمارے قادیانی دوست مرزا صاحب کو بچانے کے لیے کبھی حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کی آڑ لیتے ہیں، کبھی حضرت لوط اور حضرت نوح علیہما السلام کی بیویوں کی بحث چھیڑ لیتے ہیں، اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے لیے ان کو نئی قسم تصور کریں۔

۲۔ پھر مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی دوسری ..... نصرت جہاں بیگم کی خوشنودی اور مرزا سلطان احمد اور اس کی والدہ کو اپنے ترکے سے محروم کرنے کے لیے ایک حیلہ بنایا، جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ مرزا صاحب نے اشتہار دیا کہ میں اسلام کی مدد کے لیے تیس جلدوں میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں، جس کا نام ''براہین احمدیہ'' ہوگا، لیکن اس کی اشاعت کے لیے میرے پاس پیسے نہیں، اس لیے میں اپنی تمام زمین مکان وغیرہ منقول جائیداد اپنی اہلیہ نصرت جہاں کے پاس اس شرط پر رہن رکھتا ہوں۔ اگر میں یہ جائیداد مدت مقررہ میں فک نہ کرسکا تو اسی زر رہن مبلغ دس ہزار روپیہ میں بحق نصرت جہاں بیگم بیع تصور ہوگی، اس وقت یہ قانون بیع بالوفاء کے نام سے رائج تھا، جسے غالباً انگریزی حکومت نے بھی ظالمانہ سمجھ کر منسوخ کردیا، مگر مرزا صاحب نے اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی پہلی اولاد کو

محروم کر دیا۔

ہمارے قادیانی دوست مرزا غلام احمد کے اس کردار کو درست ثابت کرنے کے لیے ایسی توجیہات بیان کرتے ہیں، جس سے مرزا غلام احمد تو کیا بچیں گے۔ پہلی نبوتوں اور سابق انبیاء علیہم السلام کے مقام پر بھی حرف آتا ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص کسی جائز وارث کو محروم کرے وہ جنت کی بو نہیں پائے گا۔''

قادیانی حضرات کبھی تو یہ فرماتے ہیں کہ مرزا سلطان احمد آخر عمر میں قادیانی ہو گیا تھا۔ کبھی فرماتے ہیں وہ اگر قادیانی ہو جاتا تو اسے ضرور جائداد کا حصہ ملتا۔ کبھی فرماتے ہیں: نبیوں کی جائیداد نہیں ہوتی، وہ جو چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے، لیکن مرزا صاحب کی ساری جائیداد ان کی ثانوی اولاد نے سنبھال لی، پہلی اولاد کو کچھ نہیں ملا، بہتر ہے کہ مرزا غلام احمد کو نئی قسم کی چیز سمجھ لیا جائے، وہ جو چاہیں کریں، ان پر الزام نہ ہو اور سابق انبیاء علیہم السلام قادیانی الزامات سے محفوظ رہیں۔

۳۔ مرزا غلام احمد صاحب پہلی اہلیہ سے دل برداشتہ تھے، وہ بیچاری بصورت معلقہ وقت گزار رہی تھی، آخر ۱۸۸۴ء میں مرزا صاحب نے ایک نوعمر باکرہ لڑکی مسمات نصرت جہاں بیگم سے شادی کی، اس کے والد کا نام ناصر نواب تھا، یہ بیچارے نام کے نواب تھے، نکاح کے بعد جلد ہی بوریا بستر سمیٹ کر دہلی سے قادیان آ گئے اور اولاد کے قدموں میں لڑکی کے گھر ڈیرے ڈال دیے۔

اسی اثناء میں ہشیار پور جا کر چلہ کشی کا خیال پیدا ہوا، ان ہی ایام میں نئی بیگم صاحبہ باامید ہو گئی، مرزا صاحب نے عبداللہ سنوری سے کہا تھا کہ خدا مجھ سے دیر دیر تک باتیں کرتا رہتا ہے۔ اس چلّہ میں ایک لڑکے کی پیدائش کا الہام ہوا، جس کا نام عثموئیل ہوگا، چنانچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب نے مرزا عثموئیل کی پیدائش کا اعلان بذریعہ اشتہار کر دیا اور اس کے لیے کئی القاب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

«مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء»

لوگوں نے جب مذاق اڑایا تو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار میں بتایا، یہ بچہ ایک عظیم الشان نشان ہوگا اور اسی سے آپ ﷺ کی صداقت ظاہر ہوگی، مسیح علیہ السلام کے احیاء موتی کے معجزے سے بھی زیادہ

پُر وقار ہوگا، البتہ میعاد میں توسیع کر کے کہا کہ ۹ سال کے اندر اندر ہوگا، پھر ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار دیا کہ یہ موعود لڑکا بڑی جلدی ہونے والا ہے (چالاکی یہ تھی کہ بیوی تو حاملہ ہی ہے، اگر اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگیا تو اس کا نام عشموئیل رکھ کر ڈھنڈورا پٹوا دیں گے اور اگر مقصد اسی حمل سے حل نہ ہوا تو مریدوں کو ۹ سال کی مزید امید میں ڈال دیں گے) مگر ہزار امیدوں اور دعاؤں کے بعد حمل وضع ہوا تو عشموئیل کی جگہ لڑکی پیدا ہوئی، غیر مسلموں نے اسلام کا مذاق اڑایا اور مسلمانوں نے مرزا کا۔ مرزا صاحب پھر کوشش اور دعائیں کرنے لگے کہ بیوی پھر امید سے ہو، چنانچہ گود ہری ہونے کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ۷/اگست ۱۸۸۷ء کو مرزا صاحب کے ہاں نصرت بیگم کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور مرزا صاحب نے ۸/اگست ۱۸۸۷ء کو اشتہار دیا کہ ۸/اپریل ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مطابق وہ عظیم الشان لڑکا جس کا نام عشموئیل ہے، آج ۱۲ بجے رات پیدا ہوگیا۔ مرزا صاحب نے یہ اشتہار خوشخبری کے عنوان سے فخریہ شائع کیا، لیکن بدنصیبی ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا عشموئیل صاحب قریباً ۱۵ ماہ زندہ رہ کر ۴/نومبر ۱۸۸۸ء کو بوڑھے ابا کو داغ مفارقت دے گیا۔ عشموئیل اور "کان اللہ نزل من السماء" کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ مرزا صاحب اسلام کا نام لے کر غیر مسلموں کو تمسخر کا موقع دیتے رہے۔ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے انھیں تنبیہ کی کہ وہ اس قسم کی مضحکہ خیز پیش گوئیاں ترک کر دیں۔ مرزا صاحب ان سے بھی بگڑنے لگے۔

معلوم ہے کہ خرص تخمین سے پیشگوئیاں کرنا سچے اور پاکباز لوگوں کا کام نہیں، پھر پیشگوئی جھوٹی نکلنے پر ہیرا پھیری کرنا، سچے انبیاء کو مرزا غلام احمد کی سطح پر لانے کی کوشش کرنا، ملک میں خلفشار کے سوا اس میں کوئی فائدہ نہیں، اب بعض قادیانی دوست مرزا محمود صاحب خلیفہ ثانی کو عشموئیل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، حالانکہ یہ بے چارے اس مدت کے کافی عرصہ بعد پیدا ہوئے، جو عشموئیل کے لیے ان کے ابا نے مقرر کی تھی اور ان کی پیدائش کے وقت مرزا صاحب نے ان کو عشموئیل نہیں کہا، اس لیے کہ پہلی لڑکی اور مرنے والے عشموئیل کے بعد مایوس ہوگئے، اور وہ چاہتے تھے کہ لوگ عشموئیل کو بھول بھی جائیں۔ ایسے کم سواد بزرگوں کو اگر سابقہ صادق انبیاء کی فہرست میں شامل کر لیا جائے تو تمام انبیاء غیر مسلم قوموں کی نظر میں مذاق بن جائیں گے، بلکہ اس قسم کے کمزور مدعی جن کے وعدے اور پیش

گوئیاں مشکوک ہوں، سارے عقلمندوں کی نظر میں ساقط الاعتبار ہوں گے۔

مرزا صاحب خود بھی نبوت کے سلسلے میں مطمئن نہیں تھے، پہلی تصانیف میں آنحضرت ﷺ کو اسی معنی میں خاتم النبیین سمجھتے رہے، جس معنیٰ میں عامۃ المسلمین انھیں آخری نبی سمجھتے تھے، مجدد مصلح مسیح موعود مریم ابن مریم آدم شیث نوح، ابراہیم، اسحاق، اسماعیل، یوسف، موسیٰ، برہم اور تارمیکائیل اور گوپال وغیرہ دعاوی کرتے رہے، انھیں اپنے متعلق یقین نہیں تھا کہ وہ کیا ہیں، اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں خیال ہوا کہ بیوقوفوں کا جائزہ لیں کہ وہ نبوت کو بھی گوارا کرتے ہیں یا نہیں، چنانچہ اس اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا جی تو نبوت کے لیے مستعد رہا تھا، مگر وہ گھبراتے تھے اور علماء کی گرفت سے ڈرتے تھے، ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''میں نے نبوت یا رسالت سے انکار صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ مستقل طور پر نبی ہوں، گویا اپنے آپ کو غیر مستقل قسم کا نبی سمجھتے ہیں۔''

یہ اشتہار مرزا صاحب نے ۵/نومبر ۱۹۰۱ء کو دیا، گویا چھپتے ہوئے غیر مستقل نبی رسول کا دعویٰ ہو گیا۔

۳۔ عام قادیانی معیارِ صداقت کے مطابق مرزا صاحب کو سچا ہونے کے لیے ابھی کئی سال اور جینا چاہیے تھا، کیونکہ ان کے ہاں سچے نبی کو ۶۳ سال ضرور زندہ رہنا چاہیے۔ (اربعین، ص:۴۔۶)

لیکن مرزا صاحب کا ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ دعویٰ نبوت کے بعد قریباً ۶، ۷ سال زندہ رہے، غرض انتہائی شوق کے باوجود نہ مسلمانوں کے معیار پر صحیح اترتے ہیں، نہ قادیانی معیار پر، ایسے آدمی کو صادق انبیاء کا مماثل کیسے سمجھ لیا جائے۔

۴۔ پہلے انبیاء علیہم السلام خصوصاً جن کا قرآن عزیز میں ذکر ہے، ہر ایک نے دعویٰ نبوت اس طرح واضح فرمایا کہ اس کی امت کو اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہوا، لیکن مرزا صاحب کی موت کے تھوڑے عرصہ بعد قادیانی حضرات دو حصوں میں بٹ گئے، لاہوری جماعت کا خیال ہے کہ وہ نبی نہیں تھے، مولوی محمد علی، مولوی احسن امروہی، خواجہ کمال الدین، مولوی صدر الدین وغیرہ اکابر جو برسوں مرزا صاحب کے ساتھ رہے، وہ ان کے دعویٰ نبوت کا کھلا انکار کرتے ہیں، قادیانی حضرات کو ان کی نبوت پر اصرار ہے، استدلال میں دونوں مرزا صاحب کی کتابیں پیش کرتے ہیں، جس سے ظاہر ہے، مرزا صاحب

خود اپنے دعویٰ کے متعلق مطمئن نہیں تھے۔ان کے بیان میں تذبذب ہے۔

۵۔ جب مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کے غلط ہونے کا ذکر ہوا تو مرزا صاحب اوران کے خلفاء نے پہلے انبیاء پر نکتہ چینی شروع کر دی، جب دعووں کا موقع آیا تو ایک نہیں کئی دعوے کر دیے، عراق کی کرشمہ سازیاں برسرِ کار آ گئیں، سچے لوگوں کے قول وعمل میں تفاوت نہیں ہوتا۔مرزا صاحب میں بعض ایسی کمزوریاں ہیں، جو راست بازوں میں نہیں ہوتیں، نبوت تو بڑی چیز ہے، عام با اخلاق اوراصحابِ مروت میں بھی ان کا شمار مشکل ہے،عفیفہ محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ سے نکاح نہ ہونا تو مشہور ہے۔ مرزا صاحب نے جس انداز سے اس کے رشتہ کا اپنے لئے مطالبہ کیا وہ طریق کسی بامروّت اور با اخلاق آدمی کے لیے مناسب نہیں۔

مرزا غلام حسین مرزا غلام احمد کے عمزاد بھائی تھے، جو عرصہ سے مفقود الخبر تھے،ان کی زمین ان کی اہلیہ کے نام منتقل ہو چکی تھی اور یہ مرزا احمد بیگ ہشیار پوری کی ہمشیرہ تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ یہ زمین اپنے بھتیجے مرزا احمد بیگ کے لڑکے کے نام منتقل کروادیں۔مرزا احمد بیگ اس مقصد کے لیے مرزا غلام احمد کے پاس آئے کہ وہ اس ہبہ نامہ پر دستخط کر کے قانوناً اس کی تکمیل کر دیں، مرزا صاحب نے سودا شروع کر دیا کہ تم محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے کر دو، میں اس ہبہ نامہ کی تکمیل کروں گا،شریف آدمی ایسی شرائط سے کبھی رشتے نہیں کرتے۔ دیہات کے دور افتادہ تعلیم سے بے بہرہ علاقوں میں اس قسم کے رشتے ہوتے ہیں، جسے وہاں کے شرفاء بھی پسند نہیں کرتے، نکاح تو مرزا صاحب کا اب بھی نہیں ہوا بلکہ اس "صغیرة السن حسنا" سے تعلق کی حسرت قبر میں مرزا صاحب کے ساتھ دفن ہوگئی،مگر زمین دے دینے کے بعد مرزا احمد بیگ کی منت کرتے، ناکامی کے باوجود اخلاق ومروت کے لحاظ سے مرزا صاحب بدنام نہ ہوتے، نکاح نہ ہونا تھا نہ ہوا،اوراب تو امید بھی خاک میں مل گئی۔اس عفیفہ نے مرزا سلطان احمد کے ساتھ بڑی وفاداری اور ٹھاٹھ سے زندگی گزاری، یہ تو شرط کا معاملہ تھا،اس کے بعد طلب وتحریص کے لیے جو راہ مرزا صاحب نے اختیار فرمائی، وہ بھی شرافت ومروت کے خلاف تھی، خدا کا فیصلہ تو تھا ہی نہیں، اگر تھا تو وہی کہ نکاح مرزا سلطان احمد سے ہو، ایک دھاندلی تھی، ناکامی کی صورت میں چپ ہوجاتے تو کسی حد تک شریفانہ فعل ہوتا، یہ ہنگامہ آرائی، اشتہار بازی تو قطعاً

نامناسب تھی، غرض مرزا غلام احمد کی پوری زندگی تاریکیوں کا مجموعہ ہے، ان کے معاملات کے بعض حصے اخلاقی کمزوریوں اور بے مروتی و بدزبانی سے بھرپور ہیں، انھیں پیمبر مان لینے سے مقامِ نبوت کی سربلندیاں یکسر ختم ہوجائیں گی۔

دوصدیوں کا موازنہ:

اٹھارویں صدی کے اواخر تک ہندوستان میں بڑے بڑے عالم اور پاکباز لوگ موجود تھے، سید احمد شہید اور ان کے محترم رفقاء جن کے کردار نے دنیا میں صحابہ کے کارنامے زندہ کردیے، مولانا سید نذیر حسین، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا مملوک علی، نواب صدیق حسن خان، مولانا عبداللہ الغزنوی اور ان کے ابنائے کرام، مولانا غلام رسول صاحب قلعہ مہیاں سنگھ، مولانا حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی وغیرہم رحمہم اللہ ذکر وفکر کے حلقوں میں بھی بڑے بڑے باکمال حضرات موجود تھے، ان اکابر سے کسی کو دعویٰ نبوت کا خیال تک بھی نہیں آیا، اس لیے کہ وہ مقامِ نبوت کی بلندیوں کو سمجھتے تھے۔

مرزا صاحب کے دعوے کے بعد جب ان کی کمزوریاں، غلط کاریاں سامنے آئیں اور دفاع میں قادیانی حضرات نے جو راہ اختیار کی، اس سے اس قسم کے نبی بارش کی طرح برسنے لگے، جن میں بعض حضرات مرزا صاحب سے بھی گئے گزرے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ باجمال لوگ برسوں اور قرنوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

قرنہا باید کہ تا صاحب دلے پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

اور یہاں جھوٹوں کی فروانی ملاحظہ فرمائیے:

① چراغ الدین جمونی۔ ② ظہری الدین اروپی۔ ③ محمد بخش قادیانی۔ ④ یار محمد وکیل ہشیار پوری۔ ⑤ عبداللہ تیما پوری۔ ⑥ سید عابد علی۔ ⑦ عبداللطیف گناچوری۔ ⑧ ڈاکٹر محمد صدیق بہاری۔ ⑨ ماسٹر احمد سعید سمبڑیالی۔ ⑩ احمد نور کابلی۔ ⑪ نبی بخش پسروری۔ ⑫ عبداللہ پٹواری چیچہ وطنی۔ ⑬ فضل احمد چنگا بنگیالی۔ ⑭ غلام احمد مصلح موعود و قدرت ثانی۔ ⑮ خواجہ اسماعیل لندن۔ ⑯ سید

محبوب شاہ گوجرانوالہ۔

ان سولہ جھوٹے بزرگوں کے کچھ حالات، الہامات، تاویلات اور حیلوں کا ذکر نہ کیا جائے تو مضمون میں یقیناً تشنگی رہے گی، لیکن مضمون پہلے کچھ لمبا ہوگیا، صحت بھی زیادہ کام کی اجازت نہیں دیتی، اس لیے آپ یوں سمجھیے کہ ان حضرات میں اکثر قادیانی ہیں، انھیں الہامات کا فیضان مرزا صاحب سے ورثہ میں ملا ہے۔ تاویلات اور ہیرا پھیری میں یہ مرزا صاحب کے ہی ظل و بروز ہیں۔

یہ حضرات ان مرزا صاحب کو بھی نبی مانتے ہیں۔ میں نے آخری بزرگ سید محبوب شاہ کو دیکھا ہے۔ حلوائی کا کام کرتے تھے، دو بیویاں تھیں، ایک بہت زیادہ معمر تھی، اس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ زیادہ تر آسمان پر رہتی ہے۔ اس کو بھی الہامات ہوتے ہیں، ایک بالکل نوعمر تھی، بمشکل سولہ سترہ سال کی ہوگی، شاہ صاحب ستر پچھتر کے پس و پیش تھے، ان کا خیال تھا کہ اگر ضرورت ہو تو خاوند اپنا اسسٹنٹ رکھ سکتا ہے، ان کا خیال تھا کہ مولوی نور حسین صاحب گرجاکھی بھی نبی ہیں۔ ان کا الہام تھا: ''دو رسول رسالت کرن'' کبھی کبھی نماز پڑھتے تھے، روزہ نہیں رکھتے تھے، چھوٹی اہلیہ کو بھی نبوت کا عارضہ ہونے لگا تھا، الہامات شروع ہوگئے۔ شاہ صاحب کی موت کے بعد ایک ہم عمر جوان سے شادی ہوگئی اور عیالداری میں مشغول ہوگئی، الہام وغیرہ کی فرصت ہی نہیں ملی، نبوت کا عارضہ بھی اب نہیں رہا، صحتمند ہے، ساری مصیبت مقامِ نبوت کے ساتھ اس مذاق کی وجہ سے پیش آئی، جو مرزا غلام احمد اور ان کے عقیدت مندوں نے اختیار کیا۔ أعاذنا اللہ منھا

میرا پسندیدہ شعر

اسلام وہ شجر نہیں جس نے پانی سے غذا پائی
دیا خون صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو اس میں بہار آئی

مراسلہ: حافظ جنید تاج المعروف ابو مذکور ماحی
(کلاس قاری محمد شہزاد حفظہ اللہ)

شب برات کا جشن اور اس کا حکم
تحریر.....فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ
ترجمہ.....ابوتراب نورپوری
مکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد و توعیۃ اجالیات مدینہ منورہ

اس اللہ تعالی کی تعریف ہے جس نے ہمارے لیے دن کو روشن کیا، اور ہم پر اپنی نعمتیں پوری کیں، اور اس کے نبی محمد ﷺ پر درود وسلام ہو جو توبہ اور نبی رحمت ہیں۔ امابعد

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيناً ﴾

''میں نے آج کے دن تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا ہے، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا ہوں'' (المائدۃ :۳)

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاء شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللّه ﴾

)کیا ان لوگوں نے (اللہ تعالی کے) ایسے شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ تعالی کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں)(الشوری:۲۱)

اور بخاری ومسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حدیث مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

''جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو (دراصل) اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے'' صحیح مسلم (۳۲٤۲)

اور صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ جمعہ میں کہا کرتے تھے :

'' امابعد : بلاشبہ سب سے بہتر کلام اللہ تعالی کی کتاب ہے، اور سب سے اچھا اور بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے، اور سب بے برا کام بدعت اور دین میں نیا کام ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے'' صحیح مسلم (۱۴۳۵)

اس معنی کی آیات اور احادیث تو بہت ساری ہیں لیکن اسی پر اکتفا کرتے ہیں:

یہ آیات اور احادیث اس بات کی صریح اور واضح دلیل ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس امت کا دین مکمل کر دیا ہے، اور اس پر اپنا انعام بھی مکمل کر دیا، اور نبی کریم ﷺ اس دین حنیف کو پورا اور مکمل طور پر پہنچانے کے بعد ہی فوت ہوئے، اور انہوں نے اقوال، اعمال میں سے ہر وہ چیز امت کے سامنے بیان کر دی جو اللہ تعالی نے ان کے لیے مشروع کی تھی۔

اور نبی کریم ﷺ نے یہ واضح کر دیا کہ ان کے بعد لوگ اقوال واعمال میں سے جو بھی دین میں نیا کام ایجاد کر کے اسلام کی طرف منسوب کرینگے وہ سب نا قابل قبول ہے، اور اسے ایجاد کرنے والے پر واپس پلٹا دیا جائے گا، چاہے اس کا مقصد کتنا ہی نیک اور اچھا ہی کیوں نہ ہو۔ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام کو یہ اچھی طرح معلوم تھا، اور اسی طرح ان کے بعد علماء اسلام کو بھی اسی لیے انہوں نے بدعات وخرافات کی بیخ کنی کی اور اس کا انکار کیا، اور لوگوں کو اس سے ڈرایا، جیسا کہ سنت نبویہ کی تعظیم اور بدعت کی بیخ کنی کرنے والے ہر مصنف نے اسے ذکر بھی کیا ہے، مثلا ابن وضاح اور طرطوشی اور ابن شامۃ وغیرہ۔

بعض لوگوں نے جن بدعات کو ایجاد کر لیا ہے ان بدعات میں ماہ شعبان کے نصف یعنی پندرویں رات کو شب برات کا جشن منانا بھی شامل ہے، اور شعبان کی پندرہ تاریخ کا دن روزہ رکھنے لیے خاص کرنا ہے، حالانکہ اس کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس پر اعتماد کیا جائے۔

اس کے متعلق جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب ضعیف ہیں جن پر اعتماد کرنا جائز نہیں، اور اس رات میں نفلی نماز کی ادائیگی کی فضیلت میں جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب موضوع اور جھوٹی روایات ہیں، جیسا کہ بہت سے اہل علم نے اس پر متنبہ بھی کیا، ان میں بعض اہل علم کی کلام آگے بیان کی جائیگی، ان شاء اللہ۔

اوراس میں اہل شام وغیرہ سے بعض آثار بھی بیان کیے جاتے ہیں، جمہور علماء کے ہاں شب برات کا جشن منانا بدعت ہے، اوراس کے متعلق جتنی بھی احادیث روایت کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف اوران میں سے بعض تو موضوع اور من گھڑت ہیں، اس پر متنبہ کرنے والوں میں حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "لطائف المعارف "میں تنبیہ کی ہے ۔

اور جوعبادات صحیح دلائل سے ثابت ہیں ان میں ضعیف احادیث پر عمل کیا جا سکتا ہے، لیکن شب برات کا جشن منانے میں تو صحیح دلیل وارد ہی نہیں تا کہ ضعیف احادیث کو بھی دیکھا جا سکے۔ امام ابوالعباس شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی نے یہ عظیم قاعدہ ذکر کیا ہے۔

علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ جن مسائل میں لوگوں کا تنازع ہوا سے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانا واجب ہے، اور کتاب اللہ اور سنت رسول دونوں یا دونوں میں سے ایک جو بھی فیصلہ کر دیں وہ شریعت ہے اوراس پر عمل کرنا واجب ہے۔

اور جس کی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ مخالف کریں اسے پھینک دینا اوراس پر عمل نہ کرنا واجب ہے، اور جوعبادات کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں نہ ہوں وہ بدعات ہیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں، چہ جائیکہ ان کی دعوت دی جائے، اورانکی مدح سرائی کی جائے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَطِيْعُواْ اللّهَ وَأَطِيْعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً﴾

)اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ اورتم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ، اگر تمہیں اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان ہے، یہ انجام کے لحاظ سے بہت اچھا اور بہتر ہے'' (النساء:۵۹)

اورایک مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللّه﴾

''اور جس چیز میں بھی تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالی ہی کی طرف ہے''(الشوری : ۱۰)

اور ایک مقام پر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

''کہہ دیجئے !اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری اور اطاعت کرو خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے''(آل عمران :۳۱)

اور ایک مقام پر رب ذوالجلال کا ارشاد ہے:

﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِيۤ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً﴾

''قسم ہے تیرے رب کی !یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کرلیں، پھر آپ ان میں جو فیصلہ کر دیں اس میں وہ اپنے دل میں کسی طرح تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں ''(النساء:٦٥)

اس معنی اور موضوع کی آیات بہت زیادہ ہیں، اور یہ آیات اختلافی مسائل کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر پیش کرنے اور پھر ان کے فیصلہ پر رضامندی کے وجوب پر واضح نص ہیں، اور یہی ایمان کا تقاضا ہے، اور بندوں کے لیے جلد یا بدیر بہتر بھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے یعنی اس کا انجام اچھا ہے۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب "لطائف المعارف "میں مندرجہ بالا کلام کے بعد اس مسئلہ کے متعلق کہتے ہیں:

'' اور شعبان کی پندرویں رات (یعنی شب برات) اہل شام میں سے خالد بن معدان، اور مکحول، اور لقمان بن عامر وغیرہ اس کی تعظیم کرتے اور اس رات عبادت کرنے کی کوشش

کرتے ،اورلوگوں نے ان سے ہی اس رات کی فضیلت اور تعظیم کرنا سیکھی''

اورایک قول یہ ہے کہ :انہیں اس سلسلہ میں کچھ اسرائیلی آثار پہنچے تھے، ...اورحجاز کے اکثر علماء کرام نے اس کا انکار کیا ہے جن میں عطاء، ابن ابی ملیکہ شامل ہیں، اورعبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اسے فقہاء مدینہ سے نقل کیا ہے، اورامام مالک رحمہ اللہ کے اصحاب وغیرہ کا یہی قول ہے، ان کا کہنا ہے : یہ سب کچھ بدعت ہے ...اورامام احمد رحمہ اللہ تعالی سے شب برات کے بارہ میں کوئی کلام معلوم نہیں ہے ..

''حافظ رحمہ اللہ نے یہاں تک کہا ہے کہ :شب برات میں نفلی نماز اورشب بیداری کرنے میں نبی کریم ﷺ اوران کے صحابہ سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے'' حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالی کی کلام کا مقصود ختم ہوا۔

اوراس میں انہوں نے یہ صراحتا بیان کیا ہے کہ شب برات کے سلسلے میں نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت ہے اورنہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔

اورجس چیز کا شرعی دلائل سے مشروع ہونا ثابت نہ ہو؛ کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے دین میں ایجاد کرتا پھرے، چاہے وہ کام انفرادی کیا جائے یا پھر اجتماعی، یا پھر وہ اس کام کو خفیہ طور پر انجام دے یا اعلانیہ طور پر کیونکہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے :

'' جس نے بھی کوئی ایسا کام ایجاد کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ عمل نا قابل قبول اور مردود ہے''

صحیح مسلم (۳۲۴۳)

اس کے علاوہ دوسرے ان دلائل کی بنا پر جن میں بدعت سے بچنے کا کہا گیا ہے اوراسے منکر قرار دیا گیا ہے۔

امام ابوبکر الطرطوشی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب "الحوادث والبدع "میں کہتے ہیں :

(ابن وضاح نے زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالی سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا :ہم نے اپنے اساتذہ اورفقہاء میں سے کسی ایک کو بھی شب برات کی طرف ملتفت ہوتے نہیں پایا، اورنہ ہی وہ مکحول رحمہ اللہ کی روایت کی طرف التفات کرتے تھے، اورنہ ہی وہ شب برات کی باقی راتوں پر کوئی فضیلت سمجھتے

تھے۔

اورابن ابی ملیکۃ رحمہ اللہ تعالی کو کہا گیا کہ : زیادالنمیر ی یہ کہتے ہیں کہ : شعبان کی پندرھویں رات کا اجروثواب لیلۃ القدر جتنا ہے،تو ابن ابی ملیکۃ رحمہ اللہ کہنے لگے :

اگر میں اس سے یہ سنوں اور میرے ہاتھ میں چھڑی ہوتو میں اسے زدکوب کروں،اورزیادقصہ گوشخص تھا علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی "الفوائد المجموعۃ "میں کہتے ہیں :

(یہ حدیث :اے علی.....!جس نے شعبان کی پندرھویں رات کوایک سورکعت ادا کیں اور ہررکعت میں سورۃ الفاتحۃ اورسورۃ الاخلاص (قل ہواللہ احد) دس بار پڑھی تو اللہ تعالی اس کی ہرضرورت پوری کرے گا ...الخ ")

یہ حدیث موضوع یعنی نبی ﷺ پر جھوٹ اور بہتان ہے اوراس کے الفاظ میں یہ صراحت ہے کہ اسے پڑھنے والا کتنا اجروثواب حاصل کرتا ہے وہ کچھ ہے جس سے ایک تمیز کرنے والے شخص کو اس کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں ہوتا،اوراس کے رجال مجھول ہیں،اور یہ ایک دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جوسارا موضوع ہے،اوراس کے راوی بھی مجھول ہیں اور "المختصر "میں ہے کہ:

شعبان کی پندرھویں رات والی حدیث باطل ہے،اورابن حبان میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے " :جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتو اس رات قیام کرواوردن کوروزہ رکھو "

یہ حدیث ضعیف ہے۔

اور "اللآلی "میں ہے کہ :شعبان کی پندرھویں رات دس بارسورۃ اخلاص کے ساتھ سورکعت ... یہ موضوع ہے،اوراس حدیث کے تینوں طرق میں اکثر راوی مجھول اورضعیف ہیں،ان کا کہنا ہے :

اور بارہ رکعت میں تیس بارسورۃ اخلاص،یہ بھی موضوع ہے،اور چودہ بھی موضوع ہے۔

اس حدیث سے فقہاء کی اکثر جماعت دھوکہ کھا گئی ہے مثلا :(الاحیاء) وغیرہ کا مصنف اوراسی طرح مفسرین میں سے بھی،اوراس رات کی نماز "یعنی شب برات نماز "کے بارہ میں مختلف قسم کی مختلف طریقوں سے روایات بیان کی گئی ہیں جوسب کی سب باطل اورموضوع ہیں .انتہی

اورحافظ عراقی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(شب برات کی نفلی نماز کے متعلق حدیث موضوع اور نبی کریم ﷺ پر جھوٹ اور بہتان ہے)

امام نووی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب "المجموع "میں رقمطراز ہیں:

صلاۃ رغائب کے نام سے جو نماز معروف ہے وہ بارہ رکعات ہیں جو رجب کے پہلے جمعہ کو مغرب اور عشاء کے مابین ادا کی جاتی ہیں، اور شب برات میں ادا کی جانے والی سو رکعت، یہ دونوں نمازیں بدعت اور منکر ہیں، اسے کتاب "قوت القلوب "اور "احیاء علوم الدین "میں ذکر کرنے سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، اور نہ ہی اس سلسلے میں روایت کی جانے والی حدیث سے دھوکہ کھانا چاہیے، کیونکہ یہ سب باطل ہے، اور نہ ہی بعض ان مصنفین سے دھوکہ کھانا چاہیے جن پر اس کا حکم مشتبہ ہو چکا ہے جس کی بنا پر انہوں نے اس کے مستحب ہونے میں کئی ایک اوراق سیاہ کر ڈالے ہیں، یہ سب کچھ غلط ہے۔

اور امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن اسماعیل المقدسی رحمہ اللہ تعالی نے اس کے ابطال اور رد میں ایک بہت ہی نفیس کتاب لکھی ہے، اور انہوں نے اس سلسلے میں بہت کامیابی بھی حاصل کی اور اچھی کلام کی ہے، اس مسئلہ میں اہل علم کی کلام بہت زیادہ ہے، اگر ہم اس مسئلہ میں اہل علم کی ساری کلام کو ذکر کرنے لگیں تو یہ سلسلہ بہت طویل ہو جائے گا، جو کچھ ہم نے مندرجہ بالا سطور میں ذکر کیا ہے وہی کافی ہے، اور حق تلاش کرنے والے کے لیے اسی میں اطمنان ہے۔

اور جو آیات اور احادیث اور اہل علم کا کلام بیان ہوا ہے، حق کے متلاشی کے لیے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شب برات کو شب بیداری کرنا اور اس رات نفلی نماز وغیرہ دوسری عبادات ادا کرنا، اور پندرہ شعبان کو روزے کے لیے خاص کرنا اکثر اہل علم کے ہاں ایک منکر بدعت ہے، شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی دلیل اور اصل نہیں ملتی۔

بلکہ یہ ان بدعات اور ایجادات میں شامل ہوتی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے بعد ایجاد ہوئیں، اس سلسلے میں حق کے متلاشی کے لیے اللہ سبحانہ وتعالی کی مندرجہ ذیل فرمان ہی کافی ہے :﴿ اليوم اكملت لكم دينكم ﴾

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے''

اوراس موضوع کی دوسری آیات جن میں اس موضوع کو بیان کیا گیا ہے،فرمان رسول ﷺ ہے :

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا عمل ایجاد کیا جو اصلا اس دین میں نہیں تو وہ نا قابل قبول اور مردود ہے " صحیح مسلم (۳۲٤۳)

اور اس موضوع کی دوسری احادیث، اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا :

"راتوں میں جمعہ کی رات کو قیام اللیل کے لیے خاص نہ کرو، اور نہ ہی جمعہ کا دن باقی دنوں سے روزہ کے لیے خاص کرو، الا یہ کہ اگر وہ دن اس کے روزہ رکھنے کی عادت کے موافق ہو "

صحیح مسلم (۱۹۳۰)

اگر کسی راتوں میں کسی رات کو عبادت کے لیے خاص کرنا جائز ہوتا تو وہ رات جمعہ کی ہوتی جو کہ دوسری راتوں سے اولی اور بہتر ہے، کیونکہ جمعہ کا دن سب سے بہترین دن ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے،اس کا ذکر نص حدیث میں بیان کیا گیا ہے .

جب نبی کریم ﷺ نے راتوں میں اس رات کو خاص کرنے سے بچنے کا کہا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ عبادت کے لیے دوسری راتوں کو بالا ولی خاص کرنا جائز نہیں، لیکن اگر اس تخصیص کی کوئی دلیل مل جائے تو جائز ہے، جب رمضان المبارک کی راتیں اور لیلۃ القدر میں قیام کرنا مشروع تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس قیام پر امت کو ابھارا، اور خود بھی اس پر عمل کیا جیسا کہ بخاری اور مسلم میں نبی کریم سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

"جس نے رمضان المبارک میں ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں " صحیح بخاری(۲٦)

"اور جس نے لیلۃ القدر کا ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں " صحیح مسلم (۱۲٦۹)

لہذا اگر شعبان کی پندرھویں رات (جسے عام طور پر شب برات کا نام دیا جاتا ہے) یا پھر رجب کے پہلے جمعہ کی رات، یا اسراء ومعراج کی رات (جسے شب معراج کا نام دیا جاتا ہے) کی عبادت کے

لیے تخصیص مشروع ہوتی تو نبی کریم ﷺ امت کو اس کی بھی راہنمائی فرماتے یا پھر خود اس پر عمل کرتے، اور اگر اس میں سے کچھ ہوا ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے نقل بھی کرتے، اور ہم سے کچھ بھی نہ چھپاتے کیونکہ انبیاء کے بعد صحابہ کرام لوگوں میں سے سب سے زیادہ نصیحت کرنے والے اور خیر خواہ اور بھلائی کرنے والے تھے، اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو ۔

اور اب آپ نے علماء کرام کی کلام سے معلوم کر لیا ہے کہ : نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام سے نہ تو رجب کے پہلے جمعہ کی فضیلت میں اور نہ ہی شعبان کی پندرھویں رات (شب برات) کی فضیلت میں کچھ ثابت ہے، تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ ان دونوں راتوں کا جشن منانا اسلام میں نئی ایجاد کردہ بدعت ہے، اور اسی طرح ان راتوں کو عبادت کے لیے خاص کرنا بدعت منکرہ ہے، اور اسی طرح رجب کی ستائیسویں رات جس کے بارہ میں لوگ اسراء و معراج کی رات کا اعتقاد رکھتے ہیں ان راتوں کو عبادت کے لیے خاص کرنا جائز نہیں، اور اسی طرح مندرجہ بالا دلائل کی بنا پر اس رات جشن منانا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ تو اس وقت ہے جب اس رات کا علم ہو جائے، اور علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق تو اس رات کا علم ہی نہیں۔؟ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ : یہ رات رجب کی ستائیسویں رات ہے، یہ قول باطل ہے احادیث صحیحہ کی روشنی میں اس کی کوئی اساس اور دلیل نہیں ملتی۔

کسی عربی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے

''سب سے بہتر اور اچھے امور وہ ہیں جو ہدایت پر ہوں، اور برے امور نئی ایجاد کردہ بدعات ہیں''

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس پر ثابت قدم رکھے، اور کتاب وسنت کی مخالفت سے ہمیں بچا کر رکھے، یقیناً اللہ تعالی بڑا سخی اور کرم والا ہے۔ اللہ تعالی اپنے بندے اور رسول ہمارے نبی محمد ﷺ اور ان کی آل اور سب صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

[ماخوذ از : مجموع فتاوی فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (2 / 882) کچھ کمی وبیشی اور اختصار کے ساتھ]

محدثین کی اساتذات

تحریر
محمد رفیق طاہر (ملتان)

سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما حبیبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جیسے فقیہہ و عالم صحابی حضرت عائشہؓ کے علم و فضل کے متعلق اپنا اور اپنے جیسے دوسرے ساتھیوں کا تجربہ بیان کرتے ہیں:

"ہم اصحاب رسول ﷺ کو جب کبھی کسی حدیث کے معاملے میں کوئی مشکل پیش آئی اور ہم نے اسے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا تو ان کے پاس اس کا علم" پایا۔

(جامع ترمذی،کتاب المناقب باب من فضل عائشةؓ : 3883)

عمرۃ بنت عبدالرحمان:

ابن شہاب زہری، قاسم بن محمد کو کہتے ہیں کہ میں تمہیں علم کا بہت حریص دیکھتا ہوں کیا میں تمہیں اس کے خزانے پر مطلع نہ کروں؟ علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو جاؤ عمرۃ کے پاس۔ قاسم بن محمد کا کہنا ہے کہ عمرۃ کے پاس جا کر مجھے ایسا لگا کہ وہ کبھی نہ خشک ہونے والا سمندر ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء 508/4)

تیسری صدی کی معروف محدثات:

تیسری صدی میں عابدۃ المدینہ، ام عمر الشقفیۃ، زینب بنت سلیمان، نفیسہ بنت حسن بن زید، خدیجہ ام محمد، عبدۃ بنت عبدالرحمان، عباسہ امام احمد ابن حنبل کی اہلیہ اور دیگر بہت سی خواتین قابل ذکر ہیں جنہوں نے حدیث رسول ﷺ پر باقاعدہ لیکچرز دیے، جن میں بڑے بڑے محدثین شامل ہوتے تھے۔ عابدہ جو ایک سیاہ فام لونڈی تھیں لیکن افق حدیث کا چمکتا ہوا ستارہ بھی تھیں، جب محمد بن یزید نے

انہیں حبیب بن الولید الدحون الاندلسی کو ہبہ کر دیا تو وہ ان کے علم سے اتنا متاثر ہوئے کہ انہیں آزاد کر کے ان سے شادی کر لی اور اپنے ساتھ اندلس لے آئے جہاں پر وہ تقریباً دس ہزار احادیث، امام دار الھجرہ مالک بن انس اور دیگر مدنی اساتذہ سے روایت کرتی رہیں اور یوں وہ یورپ میں فروغ تعلیمات نبوی ﷺ کا باعث بنیں۔(المقتبس من أنباء الأندلس لابن حیان القرطبی 228/1)

کریمۃ المروزیہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ صحیح بخاری کی روایت میں وہ یکتائے زمانہ تھیں۔ بڑے بڑے ائمہ جن میں ابوبکر الخطیب البغدادی بھی شامل ہیں جو بغداد سے مکہ پہنچ کر کریمہ سے صحیح بخاری کا سماع کرتے ہیں۔ ابوبکر بن منصور سمعانی کا کہنا ہے کہ میرے والد کریمہ کی علمی شخصیت سے بہت متاثر تھے، وہ کہتے تھے کہ میں نے کریمہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

(تاریخ اسلام للذھبی ،ت بشار 223/10)

صحیح البخاری کی روایت میں مسندۃ الوقت ست الوزراء بنت عمر کا نام بطور خاص لیا جاتا ہے، جو طویل عرصہ تک دمشق اور مصر میں درس و تدریس کرتی رہیں اور جن کی روایتِ بخاری بھی بہت شہرت کی حامل ہوئی۔ (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید 397/2)

ام الخیر امۃ الخالق مدرسہ حجاز کی آخری راویہ صحیح بخاری تھیں۔ (شذرات الذھب فی أخبار من ذھب 21/10)

اسی طرح عائشہ بنت عبدالہادی بھی تدریس بخاری کے لیے ایک ممتاز مقام رکھتی تھیں۔

(شذرات الذھب فی أخبار من ذھب 399/10)

خواتین نے نہ صرف صحیح بخاری کی درس و تدریس اور روایت کا اہتمام کیا بلکہ دیگر کتب حدیث کی روایات اور درس و تدریس میں قابل ذکر حصہ ڈالا، اس سلسلے میں ام الخیر فاطمہ بنت علی بغدادیہ کا نام قابل ذکر ہے جو اپنے وقت کی مشہور راویہ صحیح مسلم تھیں۔ (سیر اعلام النبلاء 265/19)

ام ابراہیم فاطمہ الجوزدانیہ معجم للطبرانی کی روایت کیا کرتی تھیں۔

(تاریخ اسلام ،ت:تدمری 126/43)

ام احمد زینب بنت المکی بن علی بن کامل الحرانی چورانوے سال تک زندہ رہیں، ان کے گرد طلبہ کا ہجوم رہتا، مسند احمد کی روایت کیا کرتی تھیں۔ (شذرات الذھب 607/7)

ابن نقطہ نے اپنی کتاب التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید (ص 497) میں ایسی بارہ خواتین کا ذکر کیا ہے جو اپنے اپنے دور میں کتبِ احادیث کی روایت میں مشہور ہوئیں۔

چوتھی صدی کی مشہور محدثات:

چوتھی صدی میں فاطمہ بنت عبدالرحمان الحرانیہ ام محمد (تاریخ بغداد، ط :العلمیۃ 441/14)،
ام سلمہ فاطمہ بنت أبی بکر بن أبی داود- سنن ابی داؤد کے مولف امام ابوداؤد سجستانی کی پوتی- (تاریخ بغداد، ط :العلمیۃ 442/14)

امۃ الواحد بنت قاضی ابی عبداللہ حسین بن اسماعیل المحاملی (تاریخ اسلام، ت: بشار 437/8)

ام الفتح امۃ السلام بنت القاضی احمد بن کامل بغدادیہ (تاریخ اسلام، ت: بشار 465/8)

ام الحسین جمعۃ بنت احمد المحیۃ (تاریخ اسلام، ت: بشار 634/16)

فاطمہ بنت ہلال الکرجیہ (تاریخ اسلام، ت: بشار 635/16)

اور طاہرۃ بنت احمد التنوخیہ (تاریخ اسلام، ت: بشار 635/16)

کے نام قابل ذکر ہیں جنہوں نے علم حدیث میں کمال پیدا کر کے لازوال نقوش چھوڑے، انکے دروس میں بے شمار لوگ شریک ہوتے تھے۔

پانچویں صدی کی مشہور محدثات:

پانچویں صدی میں مشہور صوفی حسن بن علی الدقاق کی بیٹی اور ابوقاسم القشیری کی زوجہ محترمہ فاطمہ نے بھی سند عالی کے لیے شہرت پائی جو ابونعیم الاسفرائنی اور حاکم نیشاپوری سے حدیث روایت کرتی تھیں (تاریخ اسلام، ت: بشار 457/10)

اس کے علاوہ خدیجہ بنت محمد شاہجہانیہ (تاریخ اسلام، ت: بشار 118/10)

سُتَیْتَہ بنت قاضی ابن ابی عمرہ (تاریخ اسلام، ت: بشار 693/9)

خدیجہ بنت البقال (تاریخ اسلام، ت: بشار 636/16)

اور جبرۃ السوداء (تاریخ اسلام، ت: بشار 637/16) نے شہرت پائی۔

چھٹی صدی کی مشہور محدثات:

چھٹی صدی میں ام البہاء فاطمہ بنت محمد مسندۃ اصفہان (تاریخ اسلام، ت: بشار 716/11)

ام الخیر فاطمہ بنت علی مسندۃ خراسان (تاریخ اسلام، ت: بشار 576/11)

مسندۃ الوقت خدیجہ بنت محمد (تاریخ اسلام، ت: بشار 43/14)

تجنی بنت عبداللہ (تاریخ اسلام، ت: بشار 550/12)

اور شہدۃ بنت احمد مسندۃ العراق سند عالی کے لیے مشہور ہیں (التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والأسانید ص 105)، شہدۃ جنہیں فخر النساء کا خطاب دیا گیا ان کے حلقہ درس میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد حاضر ہوا کرتی، علو سند میں ان کی اس شہرت کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے انہیں اپنا استاد قرار دیا، ذکی الدین البرزالی نے ان کا مشیخہ آٹھ اجزاء میں مرتب کیا ہے۔

(تاریخ بغداد، ط: العلمیۃ 394/15 نیز دیکھیے العمدۃ من الفوائد والآثار الصحاح والغرائب فی مشیخۃ شہدۃ)

ساتویں صدی کی مشہور محدثات:

ساتویں صدی ہجری میں ام محمد زینب بنت احمد المقدسی (المتوفیہ 722ھ) نے طلبِ حدیث کی خاطر فلسطین سے مصر، شام اور مدینہ کا سفر کیے، زینب علماء سے علم حدیث حاصل کرنے اور اجازتِ حدیث لینے کے بعد جب مسندِ تدریس پر بیٹھیں تو دور دراز سے طلبہ سفر کر کے ان کے پاس سماعِ حدیث کے لیے کھنچے چلے آتے۔ (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید 368/2)

عائشہ بنت ابراہیم جوابنۃ الشرائحی کے نام سے پہچانی جاتی ہیں انہوں نے بھی اس میدان میں کمال حاصل کرنے کے بعد مصر، شام اور بعلبک وغیرہ میں درس حدیث کا سلسلہ جاری رکھا۔

(التنبیہ والإیقاظ لما فی ذیول تذکرۃ الحفاظ، ص 109)

عائشہ بنت محمد بن مسلم الحرانیہ جو سلائی کڑھائی کر کے اپنا پیٹ پالتی تھیں، کثرتِ روایت کے علاوہ بعض

اجزاءِ حدیث کی روایت میں منفرد حیثیت رکھتی تھیں۔

(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد 382/2).

ابن بطوطہ نے اپنے سفر دمشق کے دوران 726ھ میں جامع بنی امیّہ میں ان سے سماع حدیث کیا، مسندۃ خراسان زینب بنت عبدالرحمٰن بن الحسن الاشعریہ، جن کی وفات سند عالی کے انقطاع کا باعث بنی۔ (التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد ، ص 501)

عائشہ بنت معمر الاصبہانیہ مسند ابی یعلی کی روایت میں شہرت کی حامل تھیں مشہور محدث ابن نقطہ آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ (التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد ، ص 449)

مسندہء شام کریمہ بنت عبدالوہاب بھی ایک منفرد حیثیت کی حامل تھیں جنھیں روایت حدیث کے لیے بڑے بڑے علماء سے اجازت حاصل تھی۔ اور وہ کبھی روایت حدیث سے اکتاتی نہیں تھیں۔

(سير اعلام النبلاء 92/23)

زینب بنت عبداللہ بن اُسعد المکی کے دروازے پر ہمیشہ طلبِ علم کا ہجوم رہتا (الاعلام للزرکلی 66/3)

شامیہ امۃ الحق متعدد اجزاء حدیث کی روایت میں منفرد تھیں (تاریخ اسلام، ت : بشار 542/15)

عجیبہ بنت محمد البغدادیہ نے اپنا مشیخہ دس اجزاء میں مرتب کیا (تاریخ اسلام، ت : بشار 581/14)

آٹھویں صدی کی مشہور محدثات:

آٹھویں صدی ہجری میں اسماء بنت محمد ابی المواہب ابن حصری، امۃ العزیز بنت ذہبی، فاطمہ بنت البرازلی، اسماء بنت خلیل بن کیکلدی العلائی، رقیہ بنت ابن دقیق العید، زینب بنت ابن قدامہ المقدسی، زینب بنت ابن جماعی الکنانی، ام البھاء، زینب بنت ابن العجمی، ست النعم بنت العلامہ نجم الدین الحرانی، ست الوزراء بنت عمر ابن منجاء، ستیہ بنت تقی الدین السبکی، ستیہ بنت نجم الدین الدمیاطی، عائشہ بنت ابراہیم حافظ المزی کی اہلیہ، عائشہ بنت عبداللہ محبّ الدین الطبری کی پوتی، لوزہ بنت عبداللہ مولاۃ ابن دقیق العید، ست الرکب علی ابن حجر کی بہن، زینب بنت عبداللہ تقی الدین ابن تیمیہ کی بھتیجی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (الدرر الكامنة فی أعيان المائة الثامنة)

تاریخ دمشق کے مؤلف ابن عساکر اپنے مشیخہ میں 80 خواتین کا ذکر کرتے ہیں جن سے انہوں نے درس حدیث لیا۔ ابوطاہر السّلفی اپنی کتاب " مشیخه البغدادیه ""معجم السفر "اور "مشیخه الاصبهانیه "میں اور ابوسعید السمعانی "الخبیر فی المعجم الکبیر "میں متعدد خواتین کو اپنے شیوخ میں شمار کرتے ہیں جن سے انہوں نے بطریق سماع یا اجازۃ روایت کی۔ "وفیات الاعیان "کے مؤلف ابن خلکان زینب بنت اشعری م 524ھ کے شاگرد رہے۔ ابن بطوطہ کا شمار اگرچہ محدثین میں نہیں ہوتا لیکن شوق طلب حدیث میں متعدد خواتین وحضرات اور خصوصاً زینب بنت احمد کمال م 710ھ سے سماع کیا۔ نویں صدی کے مشہور محدث عفیف الدین جنید نے سنن دارمی کا درس فاطمہ بنت احمد قاسم سے لیا۔ نفیسہ بنت ابراہیم برزالی اور ذہبی کی استاد رہیں، حافظ العرقی اور الهیثمی ست العرب بنت محمد البخاری کے شاگرد رہے۔ (الاعلام للزرکلی 77/3)

نویں صدی کی مشہور محدثات:

نویں صدی میں جس کثیر تعداد میں خواتین تعلیمات نبوی ﷺ کے فروغ میں مصروف نظر آتی ہیں، تعداد کے اعتبار سے یہ کثرت دوسرے ادوار میں نظر نہیں آتی ان میں سے جن خواتین نے بطور خاص شہرت پائی ان کا ذکر باعث طوالت ہوگا۔ یہاں مثال کے طور پر سخاوی اور ابن حجر کی ایک ایک استاد کا ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ ام ہانی مریم بنت عبدالرحمٰن الهورینیه م 871ھ جنہیں ادب، شعر اور خطاطی میں مہارت کے علاوہ حفظِ قرآن اور اسلامی علوم پر بھی عبور تھا۔ انہیں قاہرہ اور مکہ میں حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے باقاعدہ تدریس کے ساتھ حدیث میں اجازت نامے جاری کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ مریم بنت احمد الاذرعی بھی اس میدان میں سند کی حیثیت رکھتی تھیں۔ ان کے اساتذہ کی کثرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن حجر نے ان کی باقاعدہ ایک معجم مرتب کی، ان کے شاگردوں کی تعداد بھی ان گنت ہے۔

(المجمع المؤسس 559/2، انباء الغمر 126/5)

فاطمہ الفضیلیہ م 1247ھ ہیں، جو بارہویں صدی کے اواخر میں پیدا ہوئیں، ماہر خطاط تھیں خود

اپنے ہاتھوں سے بہت سی کتب کو نقل کیا۔ حدیث میں بھی بہت دلچسپی رکھتی تھیں بہت سے علماء سے اجازت بھی حاصل کی اور محدثہ کی حیثیت سے مشہور ہوئیں۔ زندگی کے آخری حصہ میں مکہ میں رہائش پذیر ہوئیں اور ایک بڑی لائبریری کی بنیاد ڈالی۔ بڑے بڑے علماء ان سے سند حدیث کے لئے رجوع کرتے تھے۔

اور ماضی قریب میں علویة الحبشیہ کو علو سند میں جو مقام حاصل تھا وہ مردوں میں صرف عبدالرحمٰن بن الشیخ الحبشی کو حاصل ہے یا ایک دو مرد انکے علاوہ تھے۔ محترمہ علویہ سے کتب حدیث روایت کرنے والے بے شمار لوگ اب بھی دنیا میں زندہ موجود ہیں اور وہ سند کے اعتبار سے سب سے اعلی اسانید کے حامل ہیں۔ یعنی عبدالرحمٰن بن الشیخ الحبشی اور علویہ حبشیہ سے روایت کرنے والے لوگوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین صحیح سند کے ساتھ باعتبار عشاریات ابن حجر 18 اور باعتبار عشاریات سیوطی 17 وسائط ہیں۔

اور بحمد اللہ تعالی میں بھی اجازۃ ان سے روایت کرتا ہوں۔ و آخر دعونا أن الحمد لله رب العالمين

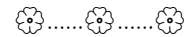

دولت کی حقیقت

محمد عرفان درجہ اولی

۱۔ دولت عینک خرید سکتی ہے مگر نظر نہیں۔ ۲۔ دولت نرم بستر خرید سکتی ہے مگر نیند نہیں۔
۳۔ دولت لذیذ غذائیں خرید سکتی ہے مگر بھوک نہیں۔ ۴۔ دولت دوائیں خرید سکتی ہے مگر صحت نہیں۔
۵۔ دولت کتابیں خرید سکتی ہے مگر علم نہیں۔ ۶۔ دولت قلم خرید سکتی ہے مگر لکھائی نہیں۔
۷۔ دولت عشرت خرید سکتی ہے مگر سکون نہیں۔ ۸۔ دولت سامان خرید سکتی ہے مگر آرام نہیں۔
۹۔ دولت اسلحہ خرید سکتی ہے مگر موت نہیں۔ ۱۰۔ دولت باڈی گارڈ خرید سکتی ہے مگر زندگی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حلال کھانے کی تلقین فرمائی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾. [البقرة:١٦٨]

''لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حلال کھانے کا حکم دیا ہے یعنی حرام سے بچنے کا حکم بھی اسی ضمن میں شامل ہے بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا،''جو حرام کھاتا ہے اللہ اسے جنت میں داخل نہیں کرے گا:

«لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِیَ بِحَرَامٍ».

''جنت میں وہ جسم داخل نہیں ہوگا جسے حرام کی غذا دی گئی۔''

البیهقی، فی شعب الإیمان، (٥٧٥٩) وصحیح الترغیب والترهیب (١٧٣٠)

اور روز قیامت جو سب سے پہلے سوالات ہونے والے ہیں ان میں سے ایک سوال انسان کے ذرائع معاش کے متعلق بھی ہونے والا ہے کہ وہ کہاں سے کماتا اور کیا کھاتا یعنی حرام یا حلال کھاتا تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں قدم حرکت بھی نہ کر سکیں گے حتی کہ اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے گا اس میں سے ایک یہ ہوگا:

«وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَیْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِیمَا أَنْفَقَهُ؟».

''اس کے مال کے متعلق کہ اس نے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا''

البیھقی فی شعب الإیمان (۱۸۷۵) وصحیح الترغیب والترھیب ، البیوع(۱۷۳٦)

جب رزق حلال کمانے اور کھانے کا حکم ہے تو پھر ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ذرائع معاش اور رزق حاصل کرنے کے طریقے کو دیکھیں کہ کہیں وہ حرام تو نہیں کیونکہ حرام سے دیا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور حرام سے پلا جسم جنت میں نہیں جائے گا انسان کی بہترین کمائی اس کے ہاتھ کی کمائی ہے جسے وہ محنت ، مزدوری اور تجارت کے ساتھ کماتا ہے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی انسان نے اس آدمی سے بہتر روزی نہیں کھائی جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی داود علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھاتے تھے۔''

بخاری ، البیوع ، باب کسب الرجل وعمل بیدہ (۲۰۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ایک بہترین تاجر تھے جب تک نبوت کی ذمہ داری نہ سونپی گئی تو اس وقت تک تجارت کے پیشہ کو اختیار کیے رکھا اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ، عثمان رضی اللہ عنہ ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ اور صالحین اسی پیشہ کو اپنائے ہوئے تھے ۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی تلقین کرتے تھے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے گھریلو سامان (ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ) منگوا کر اسے دو درہم میں فروخت کر دیا پھر وہ درہم اسے دے کر کہا جاؤ ایک درہم سے کھانا خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس آؤ (کچھ دیر بعد) وہ کلہاڑا لے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی کا دستہ ٹھونس دیا اور انصاری سے کہا جاؤ اس سے لکڑیاں کاٹو اور لے جا کر بازار میں بیچو اور پندرہ دن تک میں تجھے (مانگتا ہوا ادھر) نہ دیکھوں وہ آدمی (جنگل کی طرف) چلا گیا وہ (روزانہ) لکڑیاں کاٹتا اور انھیں لے جا کر (بازار میں) بیچ دیتا پھر جب وہ واپس آیا تو اس نے دس درہم کما لیے تھے وہ بازار گیا اور اس نے کچھ درہموں سے اناج

خرید لیا اور کچھ سے کپڑا، پھر آپ ﷺ نے (اسے مخاطب کر کے) فرمایا:

''یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو روز قیامت آئے اور یہ سوال تیری پیشانی پر داغ بنا ہوا ہو۔''

جامع الترمذی، (٦٠٣) ابن ماجہ (٢١٩٨) احمد (٣/ ١١٤) صحیح الترغیب والترھیب (٨٣٤) ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے حسن کہا ہے فتح الباری (٤/ ٣٥٤)

تاجر اگر امانت و دیانت اور نیکی کے راستے پر چل کر ایسے پیشے کو اپنائے گا تو اللہ کے ہاں انبیاء کے برابر مقام پائے گا لیکن اگر خیانت، دھوکہ دہی اور جھوٹ فریب سے کام لے گا تو اللہ کی جنت سے محروم کر دیا جائے گا اس مقام پر ہم اپنے تاجر بھائیوں کے لیے قرآن وسنت سے چند نصیحتیں پیش کریں گے جن پر عمل پیرا ہو کر تاجر دنیا و آخرت کی کامیابیاں سمیٹ سکتا ہے

ا۔ سب سے پہلے بازار میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے

((لَا إِلَـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيكَ لَـهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی بھی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی ہی کے لائق ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے موت نہیں آئے گی، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجات بلند کر دیتا ہے۔

ترمذی، الدعوات، باب ما یقول اذا دخل السوق (٢٤٢٨) صحیح

۲۔تجارت کا آغاز صبح سویرے کریں

ہمارے ہاں یورپین ممالک کی دیکھا دیکھی دوپہر کے وقت دوکان کھولی جاتی ہے خرید وفروخت کا آغاز ہوتا ہے اور رات گئے تک جاری رہتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رات کو آرام اور دن کو کام کاج کرنے کے لیے بنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دی ہے کہ خرید وفروخت اور تجارتی قافلوں کی روانگی صبح صبح کی جائے کیونکہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے بلکہ اس وقت کو بابرکت بتانے کے لیے خود رسول اکرم ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی ہے آپ نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا»

''اے اللہ! میری امت کی صبحوں میں برکت عطا فرما۔''

ابوداود، البيوع (٢٦٠٦) صحيح

اسی طرح جامع الترمذی (۱۲۱۲) میں ہے کہ آپ جب بھی کوئی لشکر یا دستہ کسی جانب روانہ فرماتے تو دن کے ابتدائی حصے میں اسے روانہ فرماتے حضرت صخر رضی اللہ عنہ مدینہ کے ایک صحابی ہیں جن کے متعلق ہے:

«كَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ».

''حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تاجر تھے وہ اپنی تجارت (کا سامان) دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کیا کرتے تھے تو وہ امیر ہو گئے اور ان کے مال میں اضافہ ہو گیا۔''

صحيح ابن حبان (٢٧٣٥)، صحيح الترغيب (١٦٨٣)

۳۔لین دین میں نرمی اور فیاضی سے کام لیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَدْخَلَ اللّٰهُ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا

الْجَنَّةَ»

''اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں صرف اس وجہ سے داخل کر دیا کہ وہ خریدتے وقت، فروخت کرتے وقت، فیصلہ کرتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور فیاضی سے کام لیتا تھا۔''

سنن ابن ماجه، البيوع (٢٢٠٢) صحيح الترغيب (١٧٤٣) حسن

اللہ تعالیٰ سے ایسے خوش نصیب کے لیے رسول اللہ ﷺ نے رحمت کی دعا فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

«رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً سَمْحًا إِذَا بَاعَ ، وَإِذَا اشْتَرَى ، وَإِذَا اقْتَضَى»

اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور فیاضی سے کام لیتا ہے۔

البخاری، البیوع، باب السهولة والسماحة فی الاشتراء والبیع ومن طلب حقا فلیطلبه فی عفاف (٢٠٧٦)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے زمانہ کے ایک شخص کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا میت سے پوچھا گیا:

((هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ))

''کیا تو نے زندگی بھر کوئی نیک عمل بھی کیا تھا؟''

اس نے کہا کہ مجھے تو اپنا کوئی نیک عمل نظر نہیں آتا۔ اسے کہا گیا، سوچ لے۔ چنانچہ اس نے سوچ کر کہا کہ مجھے اور تو کوئی نیکی نظر نہیں آ رہی البتہ یہ ہے کہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میں اپنی رقم کا مطالبہ کرتا (اگر اس کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے تو) اگر وہ شخص مال دار ہوتا تھا تو اسے مہلت دے دیا کرتا تھا اور اگر وہ غریب ہوتا تھا تو اسے معاف کر دیا کرتا تھا۔

[اللہ نے فرمایا تو بندہ ہو کر معاف کرتا رہا تو میں رب ہو کر تجھے معاف کیوں نہ کر دوں

((فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ))

''پھر اللہ نے اسے معافی دے کر جنت میں داخل کر دیا۔''

بخاری، احادیث، الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل (۳٤٥١)

۴۔ ہمیشہ جھوٹ سے بچیں

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ اشیاء خوردونوش فروخت کرنے والے بہت زیادہ جھوٹ بولتے ہیں بن پوچھے ہی کہہ دیں گے اللہ کی قسم مجھے اتنے کی پڑی ہے میں آپ کو اتنے کی دیتا ہوں حالانکہ بسا اوقات اس کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی ایسے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر جھوٹ سے بچنے کی تلقین کی ہے جیسا کہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تجارت پیشہ لوگ تھے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمارہے تھے:

«يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ»

''اے تاجروں کی جماعت! جھوٹ سے بچو۔''

صحيح الترغيب والترهيب ، البيوع (۱۷۹۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«إِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَلَيْسَ قَدْ أَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ ؟

''بلاشبہ تاجر گناہگار لوگ ہیں، لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا اللہ تعالیٰ نے تجارت حلال نہیں کی، آپ ﷺ نے فرمایا:

«بَلَى، وَلَكِنَّهُمْ، يُحَدِّثُونَ، فَيَكْذِبُونَ، وَيَحْلِفُونَ، وَيَأْثَمُونَ».

''کیوں نہیں لیکن یہ لوگ بات کرتے وقت جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں اور گناہ گار ہوتے ہیں۔''

مسند احمد (٤/ ٤٢٨) صحيح الترغيب ، البيوع (۱۷۸٦)

۵۔قسمیں اٹھانے سے بچیں

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین آدمی ایسے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں فرمائیں گے، بوڑھا زانی، متکبر فقیر اور ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے ساز وسامان دیا اور وہ اسے خریدتے اور فروخت کرتے وقت قسم کھاتا ہے۔''

صحیح الترغیب ، البیوع ، باب ترغیب التجار فی الصدق(۱۷۸۸)

معلوم ہوا دوکاندار، تاجر اور ہر قسم کی چیز فروش کرنے والے اور خریدنے والے کو قسمیں نہیں کھانی چاہیے بلکہ بہت زیادہ قسمیں کھانے والے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ قسمیں کھانے سے منع بھی فرمایا ہے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحِلْفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ»

''تجارت میں بہت زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ زیادہ قسمیں کھانے سے سودا تو بک جاتا ہے مگر برکت ختم ہو جاتی ہے۔''

صحیح مسلم ، البیوع ، (۱۶۰۷) ابن ماجه (۲۲۰۹)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بازار میں سامان دکھا کر قسم اٹھائی کہ اس کی اتنی قیمت لگ چکی ہے حالانکہ اس کی اتنی قیمت نہیں لگی تھی اس قسم سے اس کا مقصد ایک مسلمان کو دھوکہ دینا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا.....﴾

[آل عمران: ۷۷]

''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے بدلے بیچتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔''

البخاری ، البیوع ، باب ما یکره من الحلف فی البیع (۲۰۸۸)

حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں

تحریر.....محمد یحییٰ طاہر
(مسئول مکتب جامعہ ھذا)

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

۱.....﴿وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾

''جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔'' [لقمان : ۱۳]

۲.....﴿يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ﴾

''اے میرے پیارے بیٹے! حقیقت یہ ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز کسی بے سوراخ پتھر یا آسمان وزمین میں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ اسے ضرور لے آئے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ باریک بین اور خبر گیر ہے۔'' [لقمان : ۱۶]

۳.....﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ﴾ [لقمان : ۱۷]

''اے میرے پیارے بیٹے! نماز کی پابندی کرو''

''نماز قائم کرنے'' کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حدود وفرائض اور اوقات کا خیال رکھیں۔

۴..... ﴿يٰبُنَيَّ .....وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [لقمان : ۱۷]

''اے میرے پیارے بیٹے! نیکی کی بات کہو اور برائی سے منع کرو۔''

۵.....﴿يٰبُنَيَّ ..... وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾

''اے میرے پیارے بیٹے! اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کر، یہ بہت بڑے کاموں

میں سے ہے۔'' [لقمان : ۱۷]

۶.....﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ﴾

''اور (ازراہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا''

[لقمان : ۱۸]

۷.....﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾

''اور زمین پر اکڑ خرچ بھی نہ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔''

[لقمان : ۱۸]

۸.....﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ﴾ [لقمان : ۱۹]

''تم اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو''

۹.....﴿وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾

''اور آواز کو دھیما رکھو، کیوں کہ سب سے بدترین گدھے کی آواز ہے۔''

[لقمان : ۱۹]

۱۰.....عثمان بن زایدہ سے مروی ہے کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ:

((يَا بُنَيَّ لَا تُؤَخِّرِ التَّوْبَةَ ، فَإِنَّ الْمَوْتَ يَأْتِي بَغْتَةً))

''اے میرے بیٹے..! توبہ کو مؤخر مت کر، کیونکہ موت تو اچانک آجاتی ہے''

[البيهقي في شعب الايمان (٦٨٠٢)واسناده موثقون]

۱۱.....بسام رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حکیم لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ:

((يَا بُنَيَّ جَالِسِ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِ اللهِ ، فَإِنَّكَ سَتُصِيبُ بِمُجَالَسَتِهِمْ خَيْرًا ، وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ فِي آخِرِ ذَلِكَ أَنْ تَنْزِلَ الرَّحْمَةُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَتُصِيبَكَ مَعَهُمْ))

''اے میرے بیٹے..! ہمیشہ اللہ کے بندوں میں سے نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھا کر، یقیناً

تجھے ان کی مجلس سے بھلائی ملے گی اور ہوسکتا ہے کہ مجلس کے آخر میں اہل مجلس پر رحمت کا نزول ہواور اور تو ان کے درمیان موجود ہواور تجھ پر بھی رحمت برس پڑے''

[البیھقی فی شعب الایمان (٨٦٤٤) وابو نعیم فی الحلیة(٢/ ٣٠١)اسناده جید]

١٣.....امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ:

((لَيْسَ غِنًى كَصِحَّةٍ ، وَلَيْسَ نَعِيمٌ كَطِيبِ نَفْسٍ))

''صحت کے مقابلے میں امیری کچھ بھی نہیں اور اطمینان نفس کے مقابلے میں فراوانیاں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں''

[البیھقی فی شعب الایمان (٤٢٩٧)وذکر السیوطی فی الدرالمنشور(٦/ ٥١٥)رجاله موثقون]

توحید کے فائدے

رضوان اللہ بھٹی (درجہ رابعہ)

١۔ توحید کے اقرار سے سابقہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔

٢۔ توحید غیرت اور خودداری کا سبق دیتی ہے۔

٣۔ توحید جنت کی گارنٹی ہے۔

٤۔ توحید اللہ پر بھروسہ اور خود اعتمادی سکھاتی ہے۔

شرک کے نقصانات

١۔ شرک بدترین گناہ اور ظلم عظیم ہے۔

٢۔ شرک سے تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔

٣۔ شرک دنیا اور آخرت میں ذلت کا باعث ہے۔

٤۔ شرک جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا سبب ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا
حاجی عبدالرحمٰن بھنڈر رحمۃ اللہ
تحریر
ماسٹر محمد عالم بھنڈر (ماڑی بھنڈراں گوجرانوالہ)

عبدالرحمٰن بھنڈر ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں اولاد سے نوازا اور اس سے قبل اللہ تعالیٰ سے نذر کر چکے تھے کہ اے اللہ اولاد عطا فرما تو میں اپنی اولاد میں سب سے لائق بچہ تیرے دین کے لیے وقف کر دوں گا۔ نوشہرہ ورکاں کے ہر دل عزیز خطیب مولانا اسحاق نوشہروی رحمہ اللہ جب خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تو ان کے والد محترم اپنے پیارے بیٹے کی زبان سے رب کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی شان سنتے، قرآن اور احادیث سنتے خوش ہوتے اور دعا دیتے۔ یہ منظر دیکھ کر حاجی عبدالرحمٰن نے رب سے دعا کی یا اللہ میرا بھی کوئی بیٹا ہو جو دین کا عالم ہو اور وہ خطاب کرے اور میں اس کی زبان سے قرآن وحدیث سنوں اور اپنے سینے کو ٹھنڈا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور وہ وقت آیا حاجی عبدالرحمٰن کا بیٹا منبر پر کھڑا جمعہ پڑھا رہا ہے اور حاجی صاحب صف اول میں بیٹھے جمعہ پڑھ رہے ہیں اور قرآن وحدیث سن رہے ہیں۔

عبدالرحمٰن بھنڈر علماء سے بے پناہ محبت کرتے تھے، ماڑی بھنڈراں کے خطیب مولانا محمد اسماعیل حلیم نے اپنے بچپن کا ایک واقعہ سنایا میں یتیم تھا بیمار ہو گیا۔ حکیم صاحب سے دوائی لی تو دوائی کو مکھن کے ساتھ کھانا لازم تھا۔ عبدالرحمٰن بھنڈر اور ان کی رفیقہ حیات نذیراں بی بی امام صاحب کی خبر لینے چلے گئے اور علم ہوا کہ مولانا اسماعیل حلیم کو دوائی کے لیے مکھن کی ضرورت ہے حاجی عبدالرحمٰن اور نذیراں بی بی نے امام صاحب کو کہا کہ ہمارے بیٹوں کو روٹی سوکھی ملے یا گھی والی آپ کو مکھن ضرور ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ امام صاحب کو مکھن ملتا رہا اور حاجی عبدالرحمٰن کے بیٹے سوکھی روٹی کھاتے رہے۔ اور جتنا مکھن نکلتا مولانا اسماعیل حلیم صاحب کے گھر بھیج دیا جاتا۔ حاجی عبدالرحمٰن بڑے

دیانتدار آدمی تھے چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں سپیکر کے اندر دومرتبہ اعلان کیا کہ گاؤں والو، برادری والو اگر کسی نے مجھ سے کچھ لینا ہو تو میں دینے کو تیار ہوں۔ دنیا میں مجھ سے اپنا حق طلب کرلو۔

عام لوگ فوت ہوجاتے ہیں تو ان کے ورثاء جنازہ کے موقع پر اعلان کرتے ہیں لیکن حاجی عبدالرحمٰن نے اپنی زندگی میں خود اعلان کردیا۔ عبدالرحمٰن بھنڈر صاحب دومرتبہ ۱۴۲۰ ہجری اور ۱۴۲۴ ہجری میں زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے اور ۱۴۳۴ ہجری میں انتقال کر گئے ۔حاجی عبدالرحمٰن بھنڈر صاحب کے پوتے کعب بن مالک کا بیان ہے عام بوڑھے آدمی اپنے بیٹوں اور پوتوں کو بددعا دیتے نظر آتے ہیں لیکن ہمارے دادا جی ہمیشہ اپنے بیٹوں اور پوتوں کے لیے دعا کرتے نظر آئے خاص طور پر وہ تہجد کے وقت اپنے تمام عزیزوں، رشتہ داروں اور مجاہدین کے لیے لمبی لمبی دعائیں کرتے۔ مدیر جامعہ اسلامیہ سلفیہ وخطیب مسجد مکرم حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ نے کہا مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی قریبی عزیزہ کی وفات کی وجہ سے اتنے نیک آدمی کے جنازہ سے محروم رہا۔ حاجی عبدالرحمٰن بھنڈر کے جنازہ کے موقع پر علماء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مولانا محمد اسحاق گوہڑوی صاحب نے فرمایا کہ بھائی عبدالرحمٰن میرے پرانے ساتھیوں میں سے ہیں اور مولانا ان کے لیے آنسو بہا کر دعا مغفرت فرمارہے تھے۔ استاد المجاہدین جناب نصر جاوید حفظہ اللہ نے بتایا کہ مجھے منبر پر کھڑا کرنے والے موصوف حاجی صاحب ہیں۔ وہ اس طرح کہ میں جامعہ محمدیہ میں پڑھتا تھا اور میرے ہمعصر بھائی محمد مالک بھی تھے۔ میں محمد مالک کے ساتھ ان کے گاؤں ماڑی بھنڈراں جاتا اور جمعہ پڑھاتا اس طرح کئی بار ہوا۔ حاجی صاحب مجھے بار بار اپنے گاؤں بلاتے اور جمعہ پڑھانے کی دعوت دیتے جس سے اللہ پاک نے میرا سینہ کھول دیا اور قوت گویائی عطا فرمائی۔ حاجی صاحب سوشل سیکورٹی ہسپتال میں داخل تھے تو اللہ پاک نے کرامت دکھادی۔ وہ اس طرح کہ آپ مکمل بے ہوش تھے لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو اپنے بازو، چہرہ اور پاؤں کو اس طرح ملتے تھے جیسے صحت کی حالت میں وضوء کیا کرتے تھے۔ جمعہ کا دن تھا مغرب کی نماز کا وقت ہوا ہم والد صاحب کے پاس پہنچے تو بے ہوش تھے والد صاحب نے وضو کرنا شروع کردیا ہمارے ساتھ

سید منور حسن شاہ تھے جو ہمارے ساتھی ہیں وہ دیکھ کر حیران ہوئے اور ہسپتال کا عملہ بھی حیران ہوا اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ ہم نے ایسا مریض آج ہی دیکھا ہے جو بے ہوشی کے عالم میں بھی وضو کر رہا ہے میرے چھوٹے بھائی معظم نعیم بھنڈر صاحب بھی گواہ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا صلہ دیا کہ والد محترم نے ساری زندگی نماز سے محبت کی ،سخت گرمی میں زمیندارہ کیا مگر نماز کو نہ چھوڑا۔ جولائی اگست کی گرمی میں مشقت کے ساتھ کام کرنا اور روزہ رکھنا اور نماز کو باقاعدگی سے ادا کرنا اس اللہ کے بندے کا شیوہ تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

علم ہے زندگی

علم ہے زندگی ہم سے پوچھو.....جس کو ملا ہے یہ سہارا
علم ہے ایک ایسا سمندر.....جس کا ملتا نہیں کنارا
جاہل جو کریں ہمارے علم کی توہین..... یہ ہم کو نہیں ہوگا کبھی گوارا
علم سے بنائی ہم نے دنیا نئی.....علم سے روشن ہوا ملک سارا
علم والے بلندیوں پہ پہنچے.....جاہلوں نے یہ ملک بگاڑا
علم نے دی مجھے نئی زندگی..... یہ علم مجھے ہے جاں سے پیارا
یہ دنیا تو جہالت کا گھر تھا.....سرور محمد ﷺ نے اس کو سنوارا
علم ہے بندگی ہم سے پوچھو.....جن کو ملا ہے یہ سہارا

مراسلہ: محمد عثمان حافظ آبادی

میرا پسندیدہ شعر

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے، پل کی خبر نہیں

(اشعر غسان درجہ اولیٰ)

حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ کی اولین مطبوعہ تحریر

تحریر: حکیم مدثر محمد خان ۴۸۵ گ ب سمندری، فیصل آباد

شیخنا حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی ذات علم وعمل کے اعتبار سے محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی تدریسی خدمات سے ایک زمانہ فیض یاب ہوا۔ اسی طرح آپ کی تحریروں اور تقریروں سے بھی خلق کثیر مستفید ہوئی۔ اور ہوتی رہے گی۔ ان شاء اللہ سطور ذیل میں آپ کا وہ مضمون دیا جارہا ہے جو ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور کے پرانے فائل کی ورق گردانی کرتے ہوئے میری نظر سے گزرا میری معلومات کے مطابق یہ آپ کا تحریر کردہ اولین مطبوعہ مضمون ہے یہ مضمون اخبار مذکورہ کی اشاعت ۳۰ جو ۱۹۶۷ء کے صفحہ ۱۰ پر موجود ہے۔ اس زمانے میں آپ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے فارغ التحصیل ہو چکے تھے اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ کے قائم کردہ جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم، واقع درجامع مسجد اہلحدیث دال بازار گوجرانوالہ میں محدث العصر امام محمد گوندلوی سے بخاری شریف پڑھتے تھے اور مولانا عبداللہ کے ارشاد سے بعض اسباق کی تدریس بھی آپ کے ذمے تھی۔ اس مضمون میں رشید احمد کا ذکر ہے یہ علامہ حافظ نورپوری کے شاگرد رشید ہیں حکیم رشید احمد رڑھیالے والے، ان کا نام حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کے دفتر اسمائے تلامذہ میں انچاسویں نمبر اور صفحہ ۴ پر موجود ہے۔

راقم نے شیخنا حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ سے آپ کی وفات سے دو تین ماہ قبل اس مضمون کا ذکر کیا اور میرا خیال تھا کہ یہ اور اس کے بعد ''الاعتصام'' کی قریبی اشاعتوں میں شائع ہونے والے دو دیگر علمی مضامین ''مقالات نورپوری'' میں شائع ہوں۔ آپ نے مجھے مضمون بھیجنے کا حکم فرمایا تھا لیکن میرے مضمون روانہ کرنے سے قبل آپ دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اب برادرم محترم مولانا محمد عظیم

حاصل پوری مدیر ''المکرّم'' گوجرانوالہ کے مطالبہ پر یہاں شائع کیا جارہا ہے۔

مولانا محمد عالم رڑھیالوی کو صدمے پر صدمہ

مولانا محمد عالم صاحب رڑھیالوی ایک خوش اخلاق، متحمل مزاج، انتہائی نیک اہل حدیث عالم ہیں، جو گوندلانوالہ کے قریب رڑھیالہ میں مقیم ہیں اور کئی سال سے دین حنیف کی خدمت واشاعت میں مصروف اور شعائر دین سے مالوف، راقم الحروف نے کئی دفعہ ان کی زیارت کی اور انھیں نہایت متدین وصابر پایا۔ ان کے دینی شغف کا ہی تقاضا تھا کہ انھوں نے اپنے ہونہار نیک سیرت لڑکے رشید احمد کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جامعہ شرعیہ بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت کرے۔ آمین

۹ ربیع الاول بروز اتوار کی بات ہے کہ ان کی ایک نیک سیرت متدینہ بہو داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ان کے لیے شدید صدمہ تھا ابھی اس صدمہ سے مجروح دلوں کے زخم تازہ ہی تھے کہ ۱۲ ربیع الاول بروز بدھ رڑھیالے کے بریلوی مولوی بشیر نے بجائے مولانا محمد عالم صاحب کے صدمہ میں شریک ہونے کے ایک تانگہ لیا اس پر لاؤڈ اسپیکر نصب کیا اور مختلف باتیں کہتے ہوئے مولانا موصوف کے مکان کے سامنے آکر خم ٹھونک کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں مولانا کے بھتیجے محمد اسحاق گھر سے باہر آئے اور بریلوی مولوی سے گزارش کی: ''ہمارے گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے ہمارے خویش واقارب دور دراز سے اظہار تعزیت کے لیے آئے ہوئے ہیں لہذا آپ برائے مہربانی ہمارے مکان کے سامنے سپیکر نہ بجائیں۔ ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ مولوی بشیر صاحب بولے نہیں نہیں، میں ضرور آپ کے مکان کے سامنے تقریر کروں گا، سپیکر بجاؤں گا وغیرہ۔ مولوی صاحب کے اصرار پر ایک دو اور دوستوں نے بھی سمجھایا کہ مولوی صاحب! یہ مناسب نہیں۔ لیکن مولوی صاحب پر شقاوت غالب آچکی تھی ان کے دل میں رحم وغم کہاں؟ چنانچہ وہ بضد رہے اور تقریر آغاز اس بات سے کیا: یہودی اسرائیل یہی ہیں۔ انھیں پکڑ لو اگر تم نے اب جہاد نہ کیا تو بتاؤ اس فریضہ سے کب عہدہ برآ ہو گے۔ اتنے میں بریلوی مولوی کے حواری لاٹھیوں کی بارش برسانے لگے۔ چنانچہ مولانا کے نوجوان بھتیجے محمد اسحاق لاٹھیوں کی تاب نہ لا سکے اور اس مظلومیت اور کسمپرسی کی حالت میں شہید ہو گئے اناللہ

وانا الیہ راجعون۔ان کے علاوہ چند دوست شدید زخمی بھی ہوئے جن میں مولانا محمد عالم صاحب کے تین لڑکے رشید احمد (متعلم جامعہ شرعیہ)،عبدالرحمٰن اور عبدالکریم بھی شامل ہیں۔

آپ حیرت سے پوچھیں گے کہ یہ کیا تھا؟ یادرکھیے یہ میلاد النبی ﷺ کا جلوس تھا جو ایک بے گناہ نوجوان کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور مجروح دوستوں کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور مولانا محمد عالم صاحب،ان کے بھائی غلام محمد اور دیگر خویش واقارب کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اللھم اغفر لھما وارحمھما وادخلھما فی الجنۃ اور ظالموں کو قرار واقعی سزا دے۔آمین

یکے از شریکان غم .....عبدالمنان، جامعہ شرعیہ، گوجرانوالہ

[ہفت روزہ،''الاعتصام''لاہور،۳۰ جون ۱۹۶۷ء ص۱۰]

علم کی تلاش میں

حضرت کثیر بن قیس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے ابودرداء میں آپ کے پاس مدینہ سے فقط ایک حدیث سنے آیا ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں میں یہاں کسی اور غرض کے لیے نہیں آیا۔تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص علم کی جستجو میں کسی راہ پر گامزن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں پر گامزن کر دیتے ہیں فرشتے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے پیروں تلے اپنے پر بچھا دیتے ہیں آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اس کے لیے دعا گو ہوتیں ہیں۔ یقیناً ایک عالم کی فضیلت ایک عابد پر اس طرح ہے جس طرح چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہوتی ہے یقیناً علماء ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوا کرتے انبیاء کی وراثت تو علم ہوتا ہے۔جس نے علم حاصل کیا اس نے ان کی وراثت میں سے وافر حصہ لے لیا۔[سنن ابوداود۳۶٤۱)(جامع ترمذی۲٦۸۲)]

(مراسلہ:محمد عمران حاصل پوری)

نرمی کا مطلب کیا ہے

تحریر.....محمد ارسلان (درجہ سابعہ)

کسی کے ساتھ بہتر اور اچھا برتاؤ کرنا نرمی ہے، مہربانی، رحم دلی، آہستگی، لطافت، آسانی، بردباری اور برداشت یہ نرمی کے مفہوم میں شامل ہیں جو شخص سختی کی بجائے پیار محبت سے بات کرئے وہ نرم مزاج کہلاتا ہے۔

[فیروز اللغات الحاج مولوی فیروز الدین ص ۱۳۵۶]

قرآن مجید اور نرمی

اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾[آل عمران:۱۵۹]

''(اے پیغمبر) اللہ کی رحمت کے باعث آپ ان کے لیے نرم ہو گئے اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے اردگرد سے بھاگ جاتے آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور کام میں ان کو بھی شریک مشورہ کریں جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کریں بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی اس امتیازی خوبی کا ذکر فرمایا جس کی بنا پر آپ ﷺ پوری دنیا پر غالب آ گئے اور آپ ﷺ نے اکناف عالم کو نور توحید سے منور کر دیا ہے وہ ہے نبی کی نرمی اور جو اللہ کی خاص مہربانی تھی۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کئی اور مقامات پر نرمی کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ * وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ﴾ . [حم سجدہ: ۳۴۔۳۵]

''اور بھلائی اور بُرائی برابر نہیں ہوسکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔ اور یہ بات انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحبِ نصیب ہیں۔''

اور مزید نرمی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ . [النحل:۱۲۵]

''(اے پیغمبر!) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان کو نصیحت کرو جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔''

ان دونوں آیات میں رب تعالیٰ نے ہمیں نرم لہجہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ دعوت کتاب وسنت عام کرنے کا کامیاب طریقہ ہے وگرنہ بدمزاج اور بداخلاق انسان جسے بات کرنے کی تمیز ہو نہ اچھا برتاؤ کرن تو ادر کنار کوئی پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔

اللہ رحیم وکریم ایک اور جگہ نرمی کا حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی * فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی﴾ . [طه:۴۳۔۴۴]

''دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہورہا ہے۔ اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے۔''

اہل فکر فرعون جیسا ظالم، سرکش، متکبر اور نافرمان شاید چشم فلک نے آج تک نہ دیکھا ہو مگر اس کے باوجود اس سے بات کرنے کا حکم آیا تو اپنے نبیوں کو حکم فرمایا کہ نرمی سے کام لینا سختی نہ کرنا شاید وہ سیدھے راستے پر آجائے۔

اور یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ سختی سے لوگ دور بھاگتے ہیں اور نرمی سے قریب آتے اور متاثر ہوتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو گھر کی چار دیواری سے لے کر ایوان عدل تک نرمی سے پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے۔

احادیث شریفہ کی روشنی میں نرمی کی اہمیت

نبی نے ساری زندگی اپنوں اور غیروں سے نرمی والا معاملہ کیا اور اسی کا حکم دیا ذخیرہ حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو بے شمار ایسی احادیث ملتی ہیں کہ جن میں نرمی کی اہمیت، ضرورت اور فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے آیئے چند احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ».

''بلاشبہ نرمی نہیں ہوتی کسی چیز میں مگر وہ اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور نہیں چھینی جاتی کسی چیز سے مگر وہ اس کی قدر کو کم کر دیتی ہے۔''

[صحيح مسلم، البر والصلة، باب فضل الرفق ٣٢٢/٢]

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ». [الترمذی ١٤٩/٣]

''جس کو نرمی سے حصہ دیا گیا اسے بھلائی سے حصہ عطا کیا گیا جو نرمی کے حصہ سے محروم رہا وہ بھلائی کے حصہ سے محروم رہا۔''

یعنی نرمی سے بھلائی آتی ہے اور بڑھتی ہے اور سختی اور تلخی سے آدمی بھلائی سے محروم اور شر کے قریب ہو جاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کریت ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ» . [صحيح ابن حبان، باب حسن الخلق (٣٦٦/١)]

''کیا میں تم کو ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو آگ پر حرام کر دیا گیا ہے اور آگ کو اس پر حرام کر دیا گیا ہے ہر قریب رہنے والا نرمی کرنے والا، آسانی کرنے والا۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جنت مین ایک ایسا کمرہ ہے کہ اس کا ظاہر اس کے باطن سے دیکھا جا سکتا ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے دیکھا جا سکتا ہے حضرت ابوموسیٰ نے کہا اللہ کے رسول یہ کس کے لیے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اس شخص کے لیے جس نے نرم کلام کی اور کھانا کھلایا اور اللہ کی رضا کے لیے رات کو قیام کیا لوگ سو چکے تھے۔ [مسند أحمد جلد ١٧٣/٢]

رب تعالیٰ ہم پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے ہمیں نرمی جیسی عظیم صفت عطا فرمائے۔

سب سے پہلے قلم سے لکھنے والا انسان

امام ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام نے قلم سے لکھا، ان کی پیدائش کے وقت حضرت آدم علیہ السلام زندہ تھے اور آدمؑ کی وفات کے وقت ان کی عمر تین سو آٹھ سال تھی۔ (البدائیہ والنھائیہ ٩٢/١)

حضرت ادریسؑ مصر کے شہر منقیس یا بابل میں پیدا ہوئے اللہ نے آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا، آپؑ ان انبیاء کرام میں سے ہیں جن کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

''اس کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کیجئے بلاشبہ وہ بھی نہائت سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اٹھالیا تھا'' (مریم ٥٦، ٥٧)

مراسلہ: ارسلان احمد (متعلم جامعہ ھذا)

جنوبی پنجاب کے ممتاز ماہر مدرس، استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث مولانا عبدالستار حنیف حفظہ اللہ
تحریر: حکیم مدثر محمد خاں سمندری، فیصل آباد

نام ونسب

حضرت مولانا عبدالستار حنیف بن محمد ابراہیم بن رحمت اللہ بن کرم الدین رحمہم اللہ اجمعین۔

تاریخ ومقام ولادت

۲۱ شعبان ۱۳۴۷ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۲۹ء بروز ہفتہ بمقام چک نمبر ۱۷، تحصیل احمد پور شرقیہ، ریاست بہاول پور، ہند

خاندانی پس منظر

مولانا عبدالستار حنیف کے آباؤ واجداد کا تعلق سکونت ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے موضع ملک وال سے تھا۔ ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ آپ کے دادا ملک وال سے ہجرت کر کے ساہی وال میں مقیم ہو گئے۔ اس کے بعد مولانا کے والد گرامی قدر مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے چک نمبر 186/7-R شرقی تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر میں اقامت گزین ہو گئے۔ یہاں ان کا زرعی ورہائشی رقبہ تھا۔ یہ واقعہ ۱۹۳۷ء کا ہے۔ مولانا کے والد محترم نے ۲۳ جنوری ۱۹۴۲ء اور دادا نے مئی ۱۹۳۲ء میں وفات پائی۔ مولانا کے دادا رحمت اللہ اس خاندان کے پہلے فرد تھے جنھوں نے مسلک حق اہلحدیث قبول کیا۔ اس سے قبل یہ خاندان فقہی مسلک کے اعتبار سے حنفی تھا۔ ان کے گاؤں میں جمعہ کا اہتمام نہیں ہوتا تھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے یہ لوگ قریبی گاؤں میں جایا کرتے تھے۔ وہاں ایک اہلحدیث عالم مولانا محمد فاضل خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے۔ انہی کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر رحمت اللہ نے

مسلک اہل حدیث اختیار کیا تھا۔ مولانا عبدالحکیم شفیق رحمہ اللہ (م ۵ جنوری ۱۹۹۸) فاضل مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈاں والا ساکن چک نمبر ۴۵۲ گ ب رحمے شاہ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد مولانا عبدالستار حنیف کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

تعلیم اور اساتذہ

مولانا عبدالستار حنیف ابتدائے عمر ہی میں اپنے نانا محترم دین محمد کے ہاں علی وال، تحصیل بٹالہ، ضلع گورداسپور چلے گئے۔ انہی کے زیر سایہ آپ نے طفولیت کی منزلیں طے کیں اور حصول علم کا آغاز لوئر مڈل سکول علی وال سے کیا۔ چھٹی جماعت میں پہنچے تو آپ کے والد محمد ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے وفات کے وقت یہ وصیت کی کہ میرے بیٹے عبدالستار کو دینی تعلیم ضرور دلوائی جائے انھوں نے حضرت مولانا حکیم ہدایت اللہ بٹالوی (م ۱۶ دسمبر ۱۹۷۶ء) کے علم و فضل اور حکمت و دانش سے متاثر ہو کر یہ خواہش کی تھی مولانا موصوف ان کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔

محمد ابراہیم کی وصیت کے مطابق مولانا عبدالستار کو مدرسہ ''دارالسلام'' واقع درمسجد قاضیاں والی، بٹالہ شہر میں داخل کرا دیا گیا۔ انھوں نے یہاں چند ماہ حصول علم میں صرف کیے اور مولانا ہدایت اللہ سے مستفید ہوئے اس کے بعد حصول تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیا اور دو سال تک کھیتی باڑی میں مشغول رہے پھر دوسری بار مدرسہ ''دارالسلام'' میں داخل ہو گئے۔ اس مرتبہ ان کا قیام یہاں دو سال رہا کچھ عرصے کے بعد ''دارالحدیث رحمانیہ'' دہلی میں پڑھنے کی غرض سے عازم دہلی ہوئے۔ لیکن داخلے بند ہونے کی وجہ سے واپس آ گئے۔ اور ملتان میں مولانا عبدالتواب محدث رحمہ اللہ (م ۱۹۴۷ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ مدرسہ بند ہو چکا ہے اور آپ کو مولانا شمس الحق رحمہ اللہ (م ۱۲۹ اکتوبر ۲۰۰۵ء) کی خدمت میں بھیج دیا۔ مولانا موصوف سے آپ نے جامع مسجد حسین گاہی والی ملتان میں گلستان، بوستان اور صرف و نحو کی بعض کتب کا درس لیا۔ یہاں آپ کا قیام صرف چھ ماہ رہا۔ بعد ازاں آپ کے نانا دین محمد رحمہ اللہ نے آپ کو طلب کیا اور پھر مدرسہ دارالسلام میں داخل کرا دیا۔

قیام پاکستان (۱۴ اگست ۱۹۴۷ء) سے پندرہ روز قبل چک نمبر ۴۵۲ گ ب رحمے شاہ تحصیل سمندری

(اب تاندلیاں والا) ضلع لائل پور (اب فیصل آباد) میں اپنی پھوپھی کے پاس آ گئے۔ نئے تعلیمی سال کے آغاز پر مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈاں والا چک نمبر ۴۹۳ گ ب حسین پور (ضلع فیصل آباد) میں داخل ہو گئے۔ یہاں چار سال تک مندرجہ ذیل اساتذہ سے فیض علم پایا۔

۱۔ مولانا محمد اسحاق چیمہ رحمہ اللہ (م ۲۳ مارچ ۱۹۹۳ء)

۲۔ حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ (م ۸ مئی ۱۹۸۷ء)

۳۔ مولانا محمد یعقوب ملہوی رحمہ اللہ (م ۱۴ نومبر ۱۹۸۱ء)

۴۔ مولانا محمد یعقوب قریشی جہلمی رحمہ اللہ (م ۲۱ جولائی ۲۰۰۳ء)

۵۔ مولانا عبدالصمد رؤوف رحمہ اللہ (م ۲۷ نومبر ۲۰۰۵ء)

۶۔ مولانا محمد صادق خلیل رحمہ اللہ (م ۶ فروری ۲۰۰۴ء)

۷۔ مولانا عبدالقادر ندوی رحمہ اللہ (م ۸ مارچ ۲۰۱۱ء)

اس کے بعد لاہور کا قصد فرمایا اور دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور میں داخلہ لیا قیام پاکستان کے بعد مولانا ہدایت اللہ بٹالوی رحمہ اللہ لاہور آ گئے تھے آپ لاہور کی مرکزی جمعیت اہلحدیث کے اسیر تھے اور طبابت کرتے تھے مولانا عبدالستار نے ان سے علم طب پڑھنے کی درخواست کی جو انھوں نے قبول فرمائی۔ لیکن بطل حریت حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ (م ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء) کی طرف سے مدرسہ سے باہر جانے کی ممانعت کی وجہ سے علم طب سے محروم رہے۔ یہاں آپ کا قیام ایک سال رہا۔ یہاں آپ نے جن علماء سے کسب فیض کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف محدث بھوجیانی رحمہ اللہ (۱۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

۲۔ مولانا عبدہ الفلاح (شیر محمد وٹو) فیروز پوری رحمہ اللہ (۱ جولائی ۱۹۹۹ء)

۳۔ مولانا محمد موسیٰ خان حنفی پشاوری رحمہ اللہ

آپ نے علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ سے سنن ابی داود، مولانا پشاوری سے منطق وفلسفہ پڑھا مولانا عبدالستار، حضرت علامہ محدث بھوجیانی سے بے حد متاثر ہوئے انہی کی متابعت میں حنیف کہلوائے اور انہی کے مشورے اور ناموافقت آب وہوا کی وجہ سے لاہور چھوڑ کر جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا میں داخل ہوئے۔

یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے جامعہ اسلامیہ میں آپ نے ان تین شیوخ سے استفادہ کیا۔

۱۔ علامہ حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ (م ۴ جون ۱۹۸۵ء)

۲۔ مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی رحمہ اللہ (م ۲۹ جولائی ۱۹۹۱ء)

۳۔ مولانا محمد داود بھوجیانی رحمہ اللہ (۵ نومبر ۱۹۹۵ء)

۱۹۵۶ء میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے سند فراغت حاصل کی۔

مولانا عبدالستار حنیف نے فراغت سے کم وبیش پندرہ سولہ برس بعد پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ (۲ فروری ۱۹۹۱ء) سے شرح وقایہ اور شرح العقائد النسفیہ پڑھیں۔ مولانا عبدالستار اس وقت چک نمبر 8 57/B منڈی یزمان میں دینی خدمات پر مامور تھے۔ اس سے بہت عرصہ بعد آپ نے ماہر علم الفرائض مولانا عبدالعزیز بستی عثمان، بہاولنگر سے ''السراجی'' پڑھی۔ مولانا عبدالستار حنیف کی داستان حصول علم ختم ہوئی اب ان کی تدریسی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جس طرح ان کی حصول کے لیے جدوجہد طویل ہے اسی طرح ان کی تدریسی خدمات کا دائرہ بھی وسیع تر ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

خدمات عالیہ

مولانا عبدالستار حنیف کی عملی زندگی کا مختصر نقشہ یہ ہے۔

۱۔ آزمائشی مڈل سکول ولہر بنگلہ تحصیل فورٹ عباس ۴ سال معلم عربی

۲۔ جامع مسجد اہلحدیث 186/7-R تحصیل فورٹ عباس، ۸ سال امام، خطیب، مدرس اس کے بعد ۸ سال بے کاری میں گزرے یعنی چار سال دکانداری کی اور چار سال کھیتی باڑی کی اس کے بعد اپنے برادر نسبتی کی تحریک پر تدریس علوم اسلامیہ میں ایسے مشغول ہوئے کہ سراپا تدریس ہو گئے۔

۳۔ ۱۹۶۸ء سے مدرسہ ضیاء القرآن والحدیث چشتیاں ۸ سال تدریس

۴۔ جامع مسجد اہلحدیث چک نمبر 57/DB منڈی یزمان ۲ سال، امام خطیب مدرس

۵۔ جامعہ محمدیہ فقیر والی ۸سال تدریس

۶۔ جامعہ تعلیم الاسلام ۸سال تدریس

۷۔ جامعہ محمدیہ فقیر والی (باردیگر) ۲ سال تدریس

۸۔ جامعہ محمدیہ خان پور ۶سال تدریس

۹۔ جامعہ تعلیم الاسلام کچھی والا (باردیگر) ۲سال تدریس

۱۰۔ جامعہ عثمان بن عفان منڈی یزمان ۱سال تدریس

۱۱۔ جامعہ صدیقہ للبنات عارف والا ۱سال تدریس

۱۲۔ مدرسہ بنات الاسلام رحیم یار خان ۳سال تدریس

۱۳۔ جامعہ صدیقہ عارف والا (باردیگر) ۳سال تدریس

۲۰۱۱ سے تادم تحریر صاحب فراش ہیں۔

مولانا عبدالستار حنیف نے مذکورہ بالا مقامات پر جمیع علوم وفنون عالیہ کی تدریس کا مقدس فریضہ نبھایا۔لیکن تدریس حدیث میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے اور تدریس حدیث ہی اوڑھنا بچھونا ہے اسی وجہ سے آپ اکثر مدارس میں شیخ الحدیث یا نائب شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے سالوں کی گنتی قمری سنین کے اعتبار سے شمار کی جائے۔

تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد تو بہت ہے۔ان میں مرد بھی ہیں اور خواتین بھی، چند نام یہ ہیں۔

۱۔ڈاکٹر پروفیسر عبدالرؤوف ظفر ۲۔شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ سبحانی

۳۔مولانا محمد خالد ہارون آبادی ۴۔مولانا محمد عطاء اللہ راولپنڈی

۵۔مولانا محمد عبداللہ شاہین ملتانی ۶۔مولانا عمر فاروق ہارون آبادی

۷۔مولانا محمد اسلم سندھی ۸۔شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن ڈیرہ غازی خان

۹۔پروفیسر مولانا عبدالحمید ۱۰۔مولانا عبدالرحیم

۱۱۔ پروفیسر مولانا محمد یونس ۱۲۔ مولانا محمد ارشد

۱۳۔ مولانا محمد سعید ۱۴۔ مولانا محمد ضیاء الحق لیاقت پوری

۱۵۔ مولانا محمد ثاقب منڈی یزمان ۱۶۔ مولانا محمد اکبر محمدی چیچہ وطنی

شادی اور اولاد

مولانا عبدالستار حنیف کی شادی خانہ آبادی ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ 239/9-R فورٹ عباس میں انجام پائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر اولاد سے نوازا۔ پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں، بیٹوں کے نام اور اشغال یہ ہیں۔

۱۔ عبدالغفار کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

۲۔ عبدالرزاق سعودی عرب میں بسلسلہ روزگار مقیم ہیں۔

۳۔ عبدالجبار یہ بھی سعودی عرب میں ہیں۔

۴۔ عبدالوہاب ۲۰۱۲ء میں وفات پا چکے ہیں۔

۵۔ عبدالواحد ایم اے بی ایڈ گورنمنٹ ہائی سکول فورٹ عباس میں ایس ایس ٹی ہیں۔

مولانا کی دو بیٹیاں جامعہ تعلیم الاسلام کچھی والا کی فاضلات میں سے ہیں۔ کچھ عرصہ تدریس کے شعبہ سے وابستہ بھی رہی ہیں۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں خوش وخرم ہیں۔

جملہ معلومات کے مآخذ:

۱۔ مولانا احسان اللہ صارم (صاحب ترجمہ کے بھتیجے)

۲۔ مولانا عامر شہزاد (صاحب ترجمہ کے بھتیجے)

۳۔ مولانا حکیم عبدالحی ناصر (صاحب ترجمہ کے ہم درس)

۴۔ مولانا محمد امین شاہد (مبلغ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن)

۵۔ تذکرہ علمائے اہلحدیث پاکستان (جلد دوم از پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد)

''روزہ'' اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور حصول ثواب کے لیے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے، شہوات انسانی اور لغویات سے رک جانے کا نام ہے۔ روزہ کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ ارکان اسلام میں سے ہے اور ہر بالغ مرد وزن پر فرض ہے۔

روزہ رکھنے کے ثمرات وفوائد اور تارک صوم کے لیے جو شریعت نے وعیدیں ذکر کی ہیں مختصر طور پر ان کا شمار آج کی ہماری تحریر کا مقصد ہے۔

تقویٰ کا حصول

روزہ رکھنے سے سب سے بڑا فائدہ حصول تقوی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾. (البقرة: ١٨٣)

''اے مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔''

گذشتہ گناہوں کی معافی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ عبادت میں کھڑا ہو اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے رمضان کے روزے ایمان

کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

صحیح البخاری، الصیام، باب من صام رمضان إیمانا واحتسابا (۱۹۰۱) ومسلم (۷۵۹)

شہداء کے ساتھ

حضرت عمرو بن حرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

''اگر میں یہ شہادت دوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں پانچ نمازیں پڑھوں، زکوۃ ادا کروں، ماہ رمضان کے روزے رکھوں اور اس میں قیام بھی کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدیقین اور شہداء میں سے۔''

صحیح الترغیب والترھیب ، الصوم، باب الترغیب فی قیام رمضان احتسابا (۱۰۰۳) وابن خزیمة (۲۲۱۲)

رمضان میں رحمت اور جنت کے دروازوں کا کھلنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ»

''جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔''

ایک دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں:

''جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔''

بخاری، الصوم، باب ھل یقال رمضان أو شھر رمضان؟..... (۱۸۹۸) (۱۸۹۹)

روزہ جنتی راستہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے روزہ رکھا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

صحيح الترغيب والترهيب (٤١٢/١)

روزہ گناہوں سے بچاتا ہے

روزہ گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ اور ڈھال ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ».

''روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے۔''

صحيح الجامع الصغير (٣٨٦٦)

روزہ جہنم سے بچاتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِينٌ مِنَ النَّارِ».

''روزہ ڈھال اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط ترین قلعہ ہے۔''

صحيح الجامع الصغير (٣٨٦٧)

روزہ اجر بے حساب اور بے انتہا خوشی دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کا ہر نیک عمل خود اس کے لیے ہے مگر روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی شور مچانا چاہیے اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا لڑنا چاہیے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے (پیٹ سے آنے والی) منہ کے

(راستے) باللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک (کستوری) کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔''

صحیح البخاری، الصیام، باب هل یقول إنی صائم إذا شتم (١٩٠٤)

روزہ دار کے لیے دوخوشیاں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزہ دار کو دوخوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسری) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب حاصل کر کے خوش ہوگا۔''

صحیح البخاری، الصیام، باب هل یقول إنی صائم إذا شتم (١٩٠٤)

روزہ جہنم سے آزادی دلاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں ہوتا جبکہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اس کا کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا۔''

''اور آواز دینے والا آواز لگاتا ہے خیر طلب کرنے والو! نیک کام کے لیے آگے بڑھو اور برے کام کی طلب رکھنے والو! برے کاموں سے رک جاؤ، اور ہر رات کو اللہ تعالیٰ (کثرت کے ساتھ لوگوں کو) جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔''

ابن ماجه، الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان (١٦٤٢) والترمذی (٦٨٢)

روزہ روز قیامت سفارش کرے گا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن مومن بندے کی سفارش کریں گے روزہ کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے اور شہوات سے روکے رکھا اس لیے اس کے بارے میں میری

سفارش قبول فرما۔اور قرآن کہے گا کہ رات کو میں نے اسے نیند سے روکے رکھا اس لیے اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما پھر دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔''

صحیح الترغیب والترھیب ، الصوم، باب الترغیب فی الصوم مطلقا..... (٩٨٤)

روزہ خیر کا دروازہ ہے

روزہ خیر کا دروازہ ہے یعنی روزہ آدمی کے پاس خیر و بھلائی لاتا ہے۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا:

''کیا میں تمھاری خیر و بھلائی کے دروازوں پر راہنمائی نہ کروں؟ میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ (گناہوں کے سامنے) ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔''

صحیح الترغیب والترھیب ، الصوم، باب الترغیب فی الصوم .....(٩٨٣) والترمذی (٢٦١٦)

روزہ دار کی دعائیں قبول ہوتی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین بندے ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی:

''روزہ دار حتی کہ وہ افطار کرے، عادل حکمران اور مظلوم کی دعا۔''

الترمذی، الدعوات، باب فی العفو والعافیة (٣٥٩٨) وابن ماجه (١٧٥٢) یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔

صحیح ترغیب کی روایت ہے:

''اور (ماہ رمضان کے) ہر دن و رات میں ہر مسلمان کے لیے ایک ایسی دعا ہے جسے قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔''

صحیح الترغیب والترھیب ، الصوم، باب الترغیب فی صیام رمضان احتسابا (١٠٠٢)

رمضان میں عمرہ حج کا ثواب دیتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ

الوداع سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے ام سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ تو حج کرنے نہیں گئی انھوں نے عرض کیا کہ فلاں کے باپ (یعنی میرے خاوند) کے پاس دو اونٹ پانی پلانے کے تھے ایک پر تو وہ حج پر چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔''

صحيح البخاری، الحج، باب حج النساء (١٨٦٣)

ایک دوسری روایت میں ہے:

''جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ (کا ثواب) حج کے برابر ہوتا ہے۔''

صحيح مسلم، الحج، باب فضل العمرة فی رمضان (١٢٥٦) وابن ماجه (٢٩٩٣)

روزہ دار کے لیے فرشتوں کی دعائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ» .

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور فرشتے ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔''

صحيح الترغيب والترهيب ، الصوم، باب الترغيب فی السحور سيما بالتمر (١٠٦٦)

روزہ جنتی محلات کا مالک بناتا ہے

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جنت میں کچھ محلات ہیں جن کے بیرونی حصے سے ان کا اندرونی حصے اور اندرونی حصے سے بیرونی حصہ نظر آتا ہے (اس قدر وہ نفیس وعمدہ ہیں) تو ایک اعرابی نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! یہ کس کو اللہ عطا کرنے والا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تیار کیے ہیں جو (لوگوں کو) کھانا کھلائے، نرم گفتگو کرے، روزے کثرت سے رکھے اور جب لوگ سو رہے ہوں تو وہ نماز پڑھے۔''

مسند أحمد (٦٣٢٦)

رمضان کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر

ماہ رمضان مسلمانوں کو ایک ایسی رات بھی تحفے میں عطا کرتا ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے حدیث میں ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ یہ (بابرکت) مہینہ تمھارے پاس آیا ہے (اسے غنیمت سمجھو) اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر و برکت سے محروم رہا اور اس کی خیر و برکت سے صرف وہی محروم رہتا ہے جو (ہر قسم کی خیر) سے محروم ہو۔''

ابن ماجه، الصيام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان (١٦٤٤) وصحيح ابن ماجه (١٣٣٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصٰى» .

''بلاشبہ اس (قدر کی رات) زمین میں فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔'' الصحيحة (٢٢٠٥)

نعت رسول مقبول ﷺ

حضور آئے تو کیا کیا نعمت لے کے آئے ہیں — اخوت علم و حکمت آدمیت لے کے آئے ہیں
کوئی صدیق سے پوچھے صداقت کن سے حاصل کی — عمر ہیں ان کے شاہد وہ عدالت لے کے آئے ہیں
کہا عثمان نے میری سخاوی ان کا صدقہ ہے — علی دیں گے شہادت وہ شجاعت لے کے آئے ہیں
رہے گا یہ قیامت تک سلامت معجزہ ان کا — وہ قرآن و مبین نور ہدایت لے کے آئے ہیں
خدا نے رحمۃ للعالمین خود ان کو فرمایا — قسم اللہ کی وہ رحمت ہی رحمت لے کے آئے ہیں

حافظ وقار الحسن آف سرگودھا متعلم جامعہ اسلامیہ سلفیہ کلاس فضیلۃ الشیخ قاری محمد ابوبکر المنشاوی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

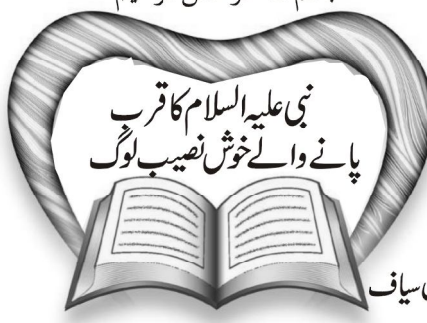

تحریر
مجیب الرحمٰن سیاف

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفَى بِاللّٰهِ عَلِيمًا﴾النساء (70.69)

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا

یہ انسان کی فطرت ہے کہ اپنے فائدے کے لیے کسی نہ کسی سے تعلق رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی اس کی نظر صرف دنیا کے مفاد پر ہوتی ہے اور کبھی آخرت کی بہتری پر، جیسے لوگوں سے تعلق رکھے گا ویسا ہی اثر اس کی شخصیت پر پڑے گا رسول اللہ ﷺ نے اچھی اور بری مجلس کی مثال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال خوشبو والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے خوشبو والا یا تو تجھے کچھ ویسے ہی خوشبو عطا کر دے گا یا تو اس سے خرید لے گا ورنہ تو اس سے عمدہ خوشبو تو پائے گا ہی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا ورنہ تو اس بدبو کو تو پائے ہی گا۔

مسلم، البر والصلة والآداب باب استحباب مجالسة الصالحين..... (2628) -

اس صحبت اور دوستی کا اثر دنیا اور آخرت دونوں پر پڑتا ہے۔ روز محشر کچھ ایسے بدنصیب ہوں گے جنہیں اللہ رب العزت مخلوق میں سے بدترین لوگوں کے ساتھ کھڑا کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں ایک دن آپ ﷺ نے نماز کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: جو شخص اس کی حفاظت کرے گا وہ نماز اس کے لیے نور ہوگی اور برہان ہوگی اور قیامت کے دن جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرے گا نماز اس کے لیے نہ نور ہوگی نہ نجات اور نہ ہی برہان ہوگی اور قیامت کے دن وہ شخص قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ سنن الدارمی، الرقاق (2763)

کچھ ایسے خوش نصیب ہوں گے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاء، صلحاء، شہداء کے ساتھ کھڑا کریں گے اور ان میں سے بھی وہ کس قدر خوش بخت ہوں گے جنہیں امام کائنات، امام اعظم رحمت عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ آیئے ان اعمال کا ذکر کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہمیں سید البشر شافع محشر اور خاتم رسولوں کا ساتھ نصیب ہوسکتا ہے۔

متقین رسول اللہ کے قریب ہوں گے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((إن أولى الناس بى المتقون، من كانوا، وحيث كانوا))

''بے شک میرے سب سے زیادہ قریب پرہیز گار لوگ ہوں گے وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں''

الصحيحة (2497)

متقین کے لیے ایک اور اعزاز بھی اللہ نے رکھا ہے کہ انہیں اپنے گھر کے متولی بنایا ہے

﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾

''وہ اس مسجد کے جائز متولّی نہیں ہیں۔ اس کے جائز متولّی تو صرف اہلِ تقوٰی ہی ہوسکتے ہیں، مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔'' الانفال (34)

اخلاق حسنہ والے رسول اللہ کے قریب ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((إن أقربكم منى منزلا يوم القيامة :أحاسنكم أخلاقا فى الدنيا))

بلاشبہ تم سب سے زیادہ میرے قریب قیامت وہ ہوں گے جن کے دنیا میں اخلاق اچھے ہوں گے۔ الصحیحة(792)

اخلاق حسنہ والے جنت میں اعلیٰ درجات میں ہوں گے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جو مذاق ومزاح میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ضامن ہوں، اور اس شخص کے لیے جو اعلی اخلاق کا مالک ہو اعلی جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں۔'' ابوداود، الأدب باب فی حسن الخلق(4800)حسن

دو بچیوں کی کفالت کرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا ، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ))مسلم ، البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات(2631)

''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔''

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کو اپنے گھر رکھے ان کی ضروریات پوری کرے اور ان پر شفقت کرے اس کے لیے جنت واجب ہے۔ قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول اور دو بھی؟ تو آپ نے فرمایا: دو بھی۔'' الصحیحة(1027)

یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ

وَقَرَنَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ))

''جوکسی یتیم بچے یا بچی سے اچھا سلوک کرے تو وہ اور میں جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔اور آپ نے دو انگلیوں کو ملایا'' مسند احمد(22284)

بشر بن عقربہ کہتے ہیں:

میرا باپ نبی ﷺ کے ساتھ تھا کسی غزوے میں شہید ہوگیا تو نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے میں رو رہا تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: خاموش ہوجاؤ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہارا باپ ہوجاؤں اور عائشہ رضی اللہ عنھا تمہاری ماں؟ میں نے جواباً کہا جی ہاں! میرے ماں باپ اے اللہ کے رسول آپ پر قربان ہوں۔ شعب الایمان (10533)والصحیحۃ(3249)

قیام اللیل کرنے والا

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات رسول اللہ ﷺ کے پاس گزارتا تھا اور آپ ﷺ کے استنجا اور وضو کے لئے پانی لایا کرتا تھا

((فَقَالَ لِي :سَلْ فَقُلْتُ :أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ .قَالَ :أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ :هُوَ ذَاكَ .قَالَ :فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ))

آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا:''مانگ۔تو میں نے عرض کیا میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے علاوہ اور کچھ میں نے عرض کیا بس یہی تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے معاملہ میں سجود کی کثرت کے ساتھ میری مدد کر۔''

مسلم ، الصلاة ،باب فضل السجود والحث عليه (489)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے:

''جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔اور میرا بندہ میری فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب

میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو پناہ دیتا ہوں'' بخاری ، الرقاق (6502)

درود بھیجنے والا

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((إن أولى الناس بى يوم القيامة أكثرهم على صلاة)) صحيح الترغيب (1668)

''قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھتا ہے۔''

حضرت ابوطلحہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی ﷺ کا صبح کے وقت انتہائی خوشگوار موڈ تھا اور بشاشت کے آثار چہرہ مبارک پر نظر آ رہے تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج تو صبح کے وقت آپ کا موڈ بہت خوشگوار ہے جس کے آثار چہرہ مبارک سے نظر آ رہے ہیں

''نبی ﷺ نے فرمایا ہاں آج میرے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا میں اس پر دس مرتبہ سلامتی بھیجوں گا۔'' مسند احمد (16363) حسن

سچا اور امانتدار تاجر

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ ، وَالصِّدِّيقِينَ ، وَالشُّهَدَاءِ))

''سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

صحيح الترغيب والترهيب (1782) صحيح

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک آپ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر، اپنے گھر والوں سے بڑھ کر اور میری اولاد سے بڑھ کر پیارے لگتے ہیں، میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں مجھے آپ کی یاد آتی ہے تو میں صبر نہیں کر سکتا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں اور آپ کا دیدار کر لیتا ہوں اور جب مجھے اپنی اور آپ کی موت یاد آتی ہے مجھے یقین ہے کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ انبیاء کی جماعت کے ساتھ ہوں گے اور میں جنت میں جاؤں تو مجھے ڈر لگتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جنت میں آپ کے دیدار سے محروم ہو جاؤں، نبی ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا حتی جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ الصحيحة:(2933)

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفَى بِاللّٰهِ عَلِيمًا﴾ النساء (70.69)

''اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہی افضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دیہاتیوں میں سے ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب ہوگی۔؟

''آپ ﷺ نے فرمایا تیرا برا ہو تو نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے؟ اس نے کہا میں نے کچھ سامان نہیں کیا بجز اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔'' بخاری، الأدب (6167)

اطلاع: مجلّہ المکرّم کے شمارہ نمبر 17 میں حدیث یزید کی تحقیق پر اک مضمون لکھا گیا تھا جس کے تعقب میں الشیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اک تفصیلی مضمون لکھا ہے جو مجلّہ المکرّم کے آئندہ شمارہ میں پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

جوتا پہننے اور اتارنے کے آداب

تحریر.....حافظ عثمان فارتی (چشتیاں)

① جوتا پہنتے وقت دائیں جانب سے شروع کیا جائے۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں جانب سے شروع کرے''۔

مسلم، اللباس: (۲۷)

② جب جوتا اتارا جائے تو پہلے بائیں جانب سے اتارا جائے۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور جب (جوتا) اتارے تو بائیں جانب سے شروع کرے اور دایاں پاؤں دونوں میں سے پہلے ہو جس میں جوتا پہنا جائے اور دونوں سے آخری ہو جس سے جوتا اتارا جائے''۔ بخاری (۵۸۵۶) تحفة الاشراف (۱۰/ ۱۹۱)

③ جوتا پہنتے وقت دائیں جانب کا خیال رکھنا نبی ﷺ کا محبوب عمل ہے۔

''نبی ﷺ کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند تھا آپ کے جوتا پہننے میں کنگھی کرنے میں وضوء میں اور اپنے تمام کاموں میں''۔ بخاری(۱۶۸).

④ پاؤں میں ایک جوتا پہن کر نہ چلا جائے۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے دونوں پاؤں کو پہنائے یا دونوں جوتے اتار دے''۔ مسلم، اللباس (۱۹)

⑤ جوتا پہن کر رکھا کرو کیونکہ ایسے میں گویا آدمی سواری پر سوار ہوتا ہے۔

''جابر رضی اللہ عنہ نے ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اکثر جوتے پہن کر رکھا کرو کیونکہ آدمی جب

تک جوتا پہنے ہوئے ہوتا ہے وہ سوار ہوتا ہے''۔ مسلم، اللباس (٦٦)

⑥ البتہ کبھی کھبار ننگے پاؤں چلنا مسنون ہے۔

فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں چلا کریں''۔ صحیح ابی داؤد للالبانی، الترجل.

⑦ اگر جوتا خراب ہوجائے تو دونوں کو اتار کر پکڑ لینا چاہئے اور ایسا نہ کرے کہ ایک پہن لے اور دوسرا پکڑے۔ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے یہاں تک کہ اپنا تسمہ درست کرے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے''۔

مسلم، اللباس: (٢٠)

⑧ جوتے کو اگر گندگی لگ جائے تو زمین پر رگڑنے سے پاک ہوجاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی جوتی کو (چلتے ہوئے) گندگی لگا دے تو مٹی اسے پاک کر دیتی ہے''۔ صحیح ابی داؤد للالبانی، الطھارۃ: (٣٧١)

جامعہ اسلامیہ سلفیہ سے سال 2013ء کو سند فراغت پانے والے

جامعہ اسلامیہ سلفیہ سے سند فراغت پانے والے علماء کرام

عزیر الرحمٰن..... حافظ زبیر اسلم.....حافظ دانش محمدی.....حافظ ابو ذر غفاری.....حافظ محمد سفیان.....قاری عمر دراز.....حافظ وقاص.....محمد ارسلان.....عدنان راؤ

جامعہ اسلامیہ سلفیہ سے سند فراغت پانے والے قراء کرام

قاری عبد القدوس.....قاری رضوان انجم.....قاری محمد جمشید.....قاری حماد الٰہی.....قاری تنزیل الرحمٰن توحیدی.....قاری انعام الرحمٰن.....قاری اعجاز الحق صدیقی.....قاری حمزہ حبیب.....قاری تنزیل الرحمٰن کاشمیری .....قاری حمزہ بلال.....قاری محمد علی.....قاری محمد مکرم.....قاری علی

المرتضیٰ.....قاری عطاء الرحمٰن زاہد.....قاری محمد شعیب ربانی.....قاری عثمان اختر.....قاری محمد عمیر.....قاری زین العابدین.....قاری حنظلہ عزیزی.....قاری طلحہ عامر.....قاری محمد ارسلان

جامعہ اسلامیہ سلفیہ سے سند فراغت پانے والے حفاظ کرام

کلاس قاری احسان اللہ اولکھ صاحب

حافظ بدر الدین.....حافظ عبد القدوس.....حافظ شعیب.....حافظ عمر فاروق.....حافظ محمد عبد اللہ.....خاقان داؤد.....حافظ محمد عاطف

کلاس قاری عبد السلام صاحب

حافظ ضیاء الرحمٰن.....حافظ محمد ابوبکر.....حافظ وسیع اللہ.....حافظ محمد اویس.....حافظ طیب علی.....حافظ حمزہ

کلاس قاری عتیق الرحمٰن صاحب

حافظ معاویہ عزیر، حافظ محمد زین، حافظ وامق اللہ، حافظ محمد مغیرہ، حافظ ابو ہریرہ بحافظ محمد سلیمان، حافظ محمد ثوبان، حافظ محمد اسامہ

کلاس قاری شاہد محمود عاصم صاحب

حافظ اسد اللہ.....حافظ محمد ارسلان.....حافظ علی حمزہ.....حافظ محمد وقاص.....حافظ ابو بکر جاوید.....حافظ محمد طلحہ.....حافظ بہادر علی.....حافظ نبیل احمد.....حافظ حسن احمد.....حافظ نعمان، حافظ اسد اللہ، حافظ عمر شبیر، حافظ انعام اللہ، حافظ ابوبکر، حافظ فرغام الٰہی، حافظ محمد ارسلان، حافظ ابوسفیان

کلاس قاری لقمان محمدی صاحب

حافظ عبد الغفار، حافظ صہیب احمد، حافظ محمد طیب، حافظ ہدایت اللہ، حافظ عبد المجید، حافظ سفیان

کلاس قاری محمد اویس صاحب

حافظ محمد لقمان، حافظ حماد مشتاق، حافظ عزیر الطاف، حافظ احسن علی، حافظ عبد المنان، حافظ اسامہ فاروق.....حافظ محمد خزیمہ ڈار

کلاس قاری محمد شہزاد صاحب

حافظ جنید تاج.....حافظ محمد بلال رمضان.....حافظ عبد اللہ.....حافظ محمد زبیر دانش.....حافظ امیر انس.....حافظ محمد بلال احمد

شان کریمی

ایم افضل جمال لاہور

اللہ اللہ کریے تاں گل بن دی اے
پیار نبی وچ مریے تاں گل بن دی اے
جس ن کر لیا رب نوں راضی
دوئے جہانیں لے گیا بازی
جان تلی تے دھریے تاں گل بن دی اے
دل چوں کڈھیے بغض تے کینہ
شیشے وانگوں ہونا ایں سینہ
سکھ دے کے دکھ جریے تاں گل بن دی اے
جو کجھ منگنا ایں رب تو منگیے
رنگ توحید وچ تن من رنگیے
شرک بدعت تو ڈریے تاں گل بن دی اے
افضل رب شہ رگ توں نیڑے
کیوں وڑیے کسے ہور دے ویڑے
اسدا ای دم بھریے تاں گل بن دی اے
اللہ اللہ کریے تاں گل بن دی اے